ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ
۲۷ اگست ۱۹۶۵ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور
۲۵ پیسے

# اَحادیثُ الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: " تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم کی خبرگیری کرو (یعنی اس کی تلاوت کرتے رہو) پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ بیشک یہ سینے سے بہت جلد نکل جاتا ہے بہ نسبت نکل جانے اونٹ کے اپنی رسّی سے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: " اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ کَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ: اِنْ عَاهَدَ عَلَیْهَا اَمْسَکَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ حافظ قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ جیسی ہے کہ اگر (مالک) اس کی خبرگیری رکھتا ہے۔ تو بندھا رہتا ہے۔ اور اگر اس کو چھوڑ دیتا ہے تو چلا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: " مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِیٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یَجْهَرُ بِہٖ" متفق علیہ

مَعْنٰی " اَذِنَ اللّٰہُ ": اَیِ اسْتَمَعَ وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلَی الرِّضَا وَالْقَبُوْلِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالےٰ کسی چیز کو سننے کی طرف اتنا متوجہ نہیں ہوتا جتنا اس خوش آواز نبی کے قرآن سننے کی طرف متوجّہ ہوتا ہے جو خوش الحانی اور بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے (متفق علیہ)

" اذن اللہ" کے معنی سننے کی طرف متوجّہ ہونا اور یہ اشارہ ہے خوشنودی اور قبولیت کی جانب۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَقَدْ اُوْتِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ (متفق علیہ) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ: " لَوْ رَاَیْتَنِیْ وَاَنَا اَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِکَ الْبَارِحَةَ

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم کو حضرت داؤد علیہ السلام کے مزامیر (سُروں) میں سے ایک مزمار (سُر) عطا کی گئی ہے (کیونکہ حضرت ابو موسیٰ کی آواز نہایت سریلی تھی اس لئے آپ نے انہیں یہ فرمایا) (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ رضؓ سے فرمایا تھا کہ اگر تم مجھے رات اپنی قرأت و قرآن سنتے دیکھ لیتے تو بڑے خوش ہوتے۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَاَ فِی الْعِشَاءِ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْہُ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشاء کی نماز میں "والتین والزیتون" پڑھتے ہوئے سنی۔ سو مَیں نے کسی کو آپؐ سے زیادہ اچھی آواز سے پڑھنے والا نہیں سنا ہے (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بَشِیْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا"، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ۔

مَعْنٰی " یَتَغَنّٰی"، یُحَسِّنُ صَوْتَہٗ بِالْقُرْاٰنِ۔

ترجمہ: حضرت ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو قرآن حکیم کو اچھے طریقے سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے ابوداؤد نے اسناد جیّد کے ساتھ اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

یتغنّیٰ کے معنی یہ ہیں کہ اپنی آواز کو اچھا کر کے قرآن پڑھے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: " اِقْرَاْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ " فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَقْرَاُ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ اُنْزِلَ؟ قَالَ " اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَہٗ مِنْ غَیْرِیْ"، فَقَرَاْتُ عَلَیْہِ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰی جِئْتُ اِلٰی هٰذِهِ الْاٰیَةِ: " فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰۤؤُلَاءِ شَهِیْدًا"، قَالَ: " حَسْبُکَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ فَاِذَا عَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے سامنے قرآن کریم پڑھو مَیں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مَیں آپؐ کے سامنے پڑھوں در آنحالیکہ قرآن کریم آپؐ پر نازل کیا گیا؟ آپؐ نے فرمایا۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ کہ اپنے علاوہ دوسرے سے سنوں۔ تو مَیں نے آپؐ کے سامنے سورۂ نساء پڑھی — یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچا (ترجمہ) پس کس طرح ہو گا جب کہ پیش کریں گے ہم ہر قوم میں سے ایک گواہ۔ اور تم کو بھی اس امّت کا گواہ قرار دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا۔ بس کافی ہے۔ جب مَیں نے پھر کر آپؐ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

**گذارش** ایجنٹ حضرات پرچے میں کمی بیشی کی اطلاع ہر اتوار سے پہلے پہلے پہنچا دیا کریں ورنہ بصورت دیگر تعمیل آئندہ شمارہ میں ہوا کرے گی۔ (مینیجر)

ایڈیٹر مناظر حسین نظر ٹیلیفون ۷۷۵۴۵

ہفت روزہ
# خدام الدین
لاہور

سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے

جلد ۱۱ | ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۷ اگست ۱۹۶۵ء | شمارہ ۱۵

# سکولوں میں قرآنی تعلیم

قرآن عزیز کے ہر صاحب ایمان مسلمان پر چار حقوق ہیں۔ قرآن عزیز کا پڑھنا، قرآن عزیز کا سمجھنا، قرآن عزیز پر عمل کرنا اور قرآن عزیز کو دوسروں تک پہنچانا۔ لیکن مسلمان حکومت پر ان فرائض کے علاوہ ایک اور فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ لوگوں سے قرآن عزیز کے احکام و فرامین پر قانوناً عمل بھی کرائے۔ مسلمان اربابِ اقتدار عنداللہ اس بات کے لئے جوابدہ ہیں کہ انہوں نے قرآنی احکام و فرامین کی ترویج و اشاعت کے لئے، انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے اور لوگوں سے ان پر عمل کرانے کے لئے اپنی تمامتر مساعی وقف کی ہے یا نہیں؟ اور عوام سے یہ سوال ہو گا کہ انہوں نے اپنی حد تک قرآن عزیز کے حقوق ادا کرنے اور شریعتِ مطہرہ کو اپنی عملی زندگی میں جاری و ساری کرنے کے لئے کیا سرگرمیاں دکھائی ہیں؟ مگر افسوس کہ ہمارے اندر دینی ذمہ داریوں کا کوئی احساس باقی نہیں رہا اور ہم نے دین کو اپنی عملی زندگیوں سے قطعی طور پر خارج کر دیا ہے۔ اربابِ اقتدار اس سلسلے میں اپنے فرائض سے اغماض برت رہے ہیں اور عوام اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہیں۔

مملکتِ اسلامیہ پاکستان کو معرض وجود میں آئے ۱۸ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے اور مادی اعتبار سے موجودہ دورِ اقتدار میں اس نے کافی ترقی بھی کی ہے۔ لیکن روحانی اور مذہبی اعتبار سے بجائے آگے بڑھنے کے ترقی معکوس ہوئی ہے، اور اس ملک میں قرآن اور اسلام کے ساتھ سوتیلی ماں کا سا سلوک ہو رہا ہے، حالانکہ یہ ملک حاصل ہی اسلام کے نام پر کیا گیا تھا اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں نے محض اس توقع پر اپنے عزت و ناموس اور جانوں کی قربانیاں پیش کی تھیں کہ یہاں کتاب و سنت کے مطابق دستور نافذ کیا جائے گا۔ اور ملک میں ہر طرف اسلامی تہذیب و تمدن اور طرز معاشرت کا دور دورہ ہو گا۔ لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

تاحال یہ امید بر نہیں آئی۔ حتیٰ کہ اس سمت میں ابھی تک کوئی صحیح اور مؤثر حرکت ہی نہیں ہوئی۔ اربابِ اقتدار شروع سے زبانی وعدے کرتے اور سبز باغ دکھاتے چلے آتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا یہ خواب بظاہر شرمندہ تعبیر ہوتا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ اس سلسلے میں عوام و حکام کا طرز عمل ابھی تک زبانی جمع خرچ سے آگے نہیں بڑھا۔ اور اس کے مقابلہ میں عریانی و بے حیائی، اور خلافِ اسلام حرکات روز بروز فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ تمام باطل قوتیں شریعت مطہرہ کی مخالفت پر کمربستہ ہیں اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ دین ہی کے نام پر بے دینی کو رواج دینے کی سرگرمیاں نکتۂ عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ چنانچہ اگر ان سرگرمیوں کی روک تھام نہ کی گئی اور اُن عوامل کا سد باب نہ کیا گیا جو بے دینی کو رواج دینے میں ممد معاون ہیں تو وہ وقت دور نہیں۔ جب اسلام اس ملک میں ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملے گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسلام بہت ہی سخت جان واقع ہوا ہے اور یہ کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتا۔ چونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خداوند قدوس نے لے رکھا ہے۔ لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ خدا اسلام کو صرف اسی خطہ کے لئے ضروری کر دے جہاں کے باشندے، اس کے قدردان نہ ہوں۔ وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ اسلام سے دور بھاگنے والوں کو ملیامیٹ کر کے رکھ دے اور کسی قوم کو پیدا فرما کر اپنا دین اس کے حوالے کر دے۔ آخر مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہماری بھی ذمہ داریاں ہیں۔ ہمیں بھی اپنے اعمال کے لئے خدا کے سامنے جوابدہ ہونا ہے عوام اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہوں گے اور خواص کو اپنے کئے کا حساب مالک الملک کے حضور پیش کرنا ہو گا۔ پھر اس وقت دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

آئیے ہم سب اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ ہم کہاں تک عنداللہ سرخرو ہیں اور ہم نے شجر اسلام کی آبیاری کے لئے کس حد تک عرق ریزی کی ہے؟ دور نہ جائیے۔ کالج اور سکول آغوشِ مادر کے بعد نئی نسل کی دینی نشوونما اور پرورش کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن کیا آپ کبھی یہ تصور بھی فرما سکتے ہیں کہ موجودہ درسگاہوں سے خالدؓ و بایزیدؒ کے جانشین پیدا ہوں گے؟ اور ان مدارس میں جا کر بچیاں فاطمہؓ و عائشہؓ کے اوصافِ حمیدہ کا عکس جمیل بن سکیں گی؟ موجودہ درسگاہوں میں سب کچھ ہے مگر اسلام نہیں ہے اور قرآن و حدیث کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔ کتاب و سنت تو دور کی بات ہے ناظرہ قرآن پڑھانے تک کا کوئی اہتمام نہیں۔ اور اب حکومت نے اسکولوں میں ناظرہ قرآن کی تعلیم کا انتظام کیا ہے تو وہ قطعی برائے نام ہے، اور مدرسین اور طلباء اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے پھر یہ انتظام اس قدر ناقص ہے کہ اس سے مفید نتائج برآمد ہونے کی کوئی امید ہی نظر نہیں آتی۔ چنانچہ

باقی صفحہ ۱۵ پر

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
٦٧٥٤٥

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۱ | ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۷ اگست ۱۹۶۵ء | شمارہ ۱۵

# سکولوں میں قرآنی تعلیم

قرآن عزیز کے ہر صاحبِ ایمان مسلمان پر چار حقوق ہیں۔ قرآن عزیز کا پڑھنا، قرآن عزیز کا سمجھنا، قرآن عزیز پر عمل کرنا اور قرآن عزیز کو دوسروں تک پہنچانا۔ لیکن مسلمان حکومت پر ان فرائض کے علاوہ ایک اور فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ لوگوں سے قرآن عزیز کے احکام و فرامین پر قانوناً عمل بھی کرائے مسلمان اربابِ اقتدار عنداللہ اس بات کے لئے جوابدہ ہیں کہ انہوں نے قرآنی احکام و فرامین کی ترویج و اشاعت کے لئے، انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے اور لوگوں سے ان پر عمل کرانے کے لئے اپنی تمامتر مساعی وقف کی ہے یا نہیں؟ اور عوام سے یہ سوال ہو گا کہ انہوں نے اپنی حد تک قرآن عزیز کے حقوق ادا کرنے اور شریعتِ مطہرہ کو اپنی عملی زندگی میں جاری و ساری کرنے کے لئے کیا سرگرمیاں دکھائی ہیں؟ مگر افسوس کہ ہمارے اندر دینی ذمہ داریوں کا کوئی احساس باقی نہیں رہا اور ہم نے دین کو اپنی عملی زندگیوں سے قطعی طور پر خارج کر دیا ہے۔ اربابِ اقتدار اس سلسلے میں اپنے فرائض سے اغماض برت رہے ہیں اور عوام اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہیں۔

مملکتِ اسلامیہ پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے ۱۸ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے اور مادی اعتبار سے موجودہ دورِ اقتدار میں اس نے کافی ترقی بھی کی ہے۔ لیکن روحانی اور مذہبی اعتبار سے بجائے آگے بڑھنے کے ترقیٔ معکوس ہوئی ہے، اور اس ملک میں قرآن اور اسلام کے ساتھ سوتیلی ماں کا سا سلوک ہو رہا ہے، حالانکہ یہ ملک حاصل ہی اسلام کے نام پر کیا گیا تھا اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں نے محض اس توقع پر اپنے عزت و ناموس اور جانوں کی قربانیاں پیش کی تھیں کہ یہاں کتاب و سنت کے مطابق دستور نافذ کیا جائے گا۔ اور ملک میں ہر طرف اسلامی تہذیب و تمدن اور طرزِ معاشرت کا دور دورہ ہو گا۔ لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

تا حال یہ امید بر نہیں آئی۔ حتیٰ کہ اس سمت میں ابھی تک کوئی صحیح اور مؤثر حرکت ہی نہیں ہوئی۔ اربابِ اقتدار شروع سے زبانی وعدے کرتے اور سبز باغ دکھاتے چلے آتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا یہ خواب بظاہر شرمندہ تعبیر ہوتا نظر نہیں آتا۔ کیونکہ اس سلسلے میں عوام و حکام کا طرزِ عمل ابھی تک زبانی جمع خرچ سے آگے نہیں بڑھا۔ اور اس کے مقابلہ میں عریانی و بے حیائی، اور خلافِ اسلام حرکات روز بروز فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ تمام باطل قوتیں شریعت مطہرہ کی مخالفت پر کمربستہ ہیں اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ دین ہی کے نام پر بے دینی کو رواج دینے کی سرگرمیاں نکتۂ عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ چنانچہ اگر ان سرگرمیوں کی روک تھام نہ کی گئی اور اُن عوامل کا سد باب نہ کیا گیا جو بے دینی کو رواج دینے میں ممد و معاون ہیں تو وہ وقت دور نہیں۔ جب اسلام اس ملک میں ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملے گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسلام بہت ہی سخت جان واقع ہوا ہے اور یہ کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتا۔ چونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود خداوند قدوس نے لے رکھا ہے۔ لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ خدا اسلام کو صرف اسی خطہ کے لئے ضروری کر دے جہاں کے باشندے، اس کے قدردان نہ ہوں۔ وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ اسلام سے دور بھاگنے والوں کو ملیامیٹ کر کے رکھ دے اور کسی قوم کو پیدا فرما کر اپنا دین اس کے حوالے کر دے۔

آخر مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہماری بھی ذمہ داریاں ہیں۔ ہمیں بھی اپنے اعمال کے لئے خدا کے سامنے جوابدہ ہونا ہے عوام اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہوں گے اور خواص کو اپنے کئے کا حساب مالک الملک کے حضور پیش کرنا ہو گا۔ پھر اس وقت دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

آئیے ہم سب اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ ہم کہاں تک عنداللہ سرخرو ہیں اور ہم نے شجرِ اسلام کی آبیاری کے لئے کس حد تک عرق ریزی کی ہے؟ دور نہ جائیے۔ کالج اور سکول آغوشِ مادر کے بعد نئی نسل کی دینی نشو و نما اور پرورش کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن کیا آپ کبھی یہ تصور بھی فرما سکتے ہیں کہ موجودہ درسگاہوں سے خالدؓ و بایزیدؒ کے جانشین پیدا ہوں گے؟ اور ان مدارس میں جا کر بچیاں فاطمہؓ و عائشہؓ کے اوصافِ حمیدہ کا عکسِ جمیل بن سکیں گی؟ موجودہ درسگاہوں میں سب کچھ ہے مگر اسلام نہیں ہے اور قرآن و حدیث کی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔ کتاب و سنت تو دور کی بات ہے ناظرہ قرآن پڑھانے تک کا کوئی اہتمام نہیں۔ اور اب حکومت نے اسکولوں میں ناظرہ قرآن کی تعلیم کا انتظام کیا ہے تو وہ قطعی برائے نام ہے، اور مدرسین اور طلباء اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے پھر یہ انتظام اس قدر ناقص ہے کہ اس سے مفید نتائج برآمد ہونے کی کوئی امید ہی نظر نہیں آتی۔ چنانچہ

باقی صفحہ ۱۵ پر

## مجلسِ ذکر

۲۱ر ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹ر اگست ۱۹۶۵ء

# توحید و تفویض کی تعلیم

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ : خالد سلیم

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلامٌ علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی : امّا بعد : فاعوذ باللّٰہ من الشّیطٰن الرّجیم : بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم :-

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں ۔ جس نے ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی ۔ مبارک ہیں آپ سب حضرات، کہ آپ کو ذکر اللہ کی دولت نصیب ہے ۔ اللہ تعالےٰ ہمارے دوسرے بھائیوں کو بھی خوب اپنا ذکر کرنے اور ہم سب کو اپنے حقوق کو احسن طریقہ سے سرانجام دینے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے ۔ آمین !

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان فرمایا ہے کہ :-

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰالِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ -

ترجمہ : آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری ساری عبادتیں اور میری زندگی اور میری موت سب جہانوں کے پروردگار ہی کے لئے ہیں ۔ کوئی نہیں اُس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں ۔

یہ آیت لب لباب اور نچوڑ ہے سارے دین اسلام کا اور مغز و عطر ہے دعوتِ ابراہیمیؑ اور دینِ محمدیؐ کا یعنی موت و حیات، قربانی اور عبادت سب کی سب اللہ رب العزّت کے لئے ہونی چاہئے ۔ یہاں تصوف کی اصطلاح میں تفویض، کامل سپردگی یا فنائیت کی تعلیم دی گئی ہے ۔

اس آیت مبارکہ میں توحید و تفویض کے سب سے اونچے مقام کا پتہ دیا گیا ہے ۔ جس پر ہمارے سید و آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائز ہوئے ۔ نماز اور قربانی کا خصوصیت سے ذکر کرنے سے مشرکین پر جو بدنی عبادت اور قربانی غیر اللہ کے لئے کرتے تھے تصریحاً رَد ہو گیا ۔ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کا مطلب یہ ہے کہ اس امّتِ محمدیہؐ کے اعتبار سے آپ اوّل المسلمین ہیں ۔

ترمذی کی حدیث ہے کہ مَیں اس وقت بھی نبی تھا ۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام کا پُتلا بھی تیار نہیں ہوا تھا ۔ اس حدیث کے موافق آپ اوّل الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ یا اس کا یہ مطلب ہو کہ مَیں سارے جہان کے فرمانبرداروں کی صف میں اوّل نمبر پر اور سب سے آگے ہوں ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض رکھا ۔ اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے ہاتھ کھینچا ۔ اس کا ایمان کامل ہوا ۔

انسان کی خواہش، اس کے تمام اعمال محرّک ہیں ۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔ اور جو نہیں چاہتا نہیں کرتا ۔ گویا حب و بغض کا جذبہ اس کے تمام حرکات و سکنات کا موجد ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ بغض فی اللہ اور حُب فی اللہ کے ہوتے ہوتے سالک کا چلنا پھرنا ۔ اٹھنا پھرنا ۔ کھانا پینا ۔ جاگنا سونا ۔ جینا مرنا سب کچھ رضائے الٰہی کے لئے ہو جائے گا ۔ اور یہی مقصود بالذات ہے ۔ یہ تو ہوا مقصود اور اس کے وسائل ہیں اعمال شریعت ۔ مثلاً نماز ۔ حج ۔ روزہ ۔ ذکر و فکر وغیرہ ۔ چنانچہ فرمایا کہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۔ یعنی میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو ۔ گویا نماز بھی اللہ کے ذکر کے لئے شروع ہوئی ۔ اسی طرح حج بھی ذکر اللہ کے لئے شروع ہوا ۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حج میں کنکریاں پھینکنا اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی ذکر قائم کرنے کے لئے مقرر ہوا ۔

معزز حاضرین ! اب ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کہاں تک ہم عمل کرتے ہیں ۔ کن سے ہماری اللہ کے لئے دوستی ہے اور کن کن سے اللہ ہی کے لئے لڑائی اور بُغض ہے ۔

آج ہم دوسروں کے سامنے جُھکتے ہیں، تو اپنی غرض کے لئے، کسی کے ساتھ تعلق ہے یا کسی کی تعریف و عزّت کرتے ہیں تو ان سے نفع حاصل کرنے کے لئے یا اُن کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ۔ ہمارے دنیاداروں سے، ججوں، پولیس افسروں سے تعلقات ہیں تو صرف دنیاوی منفعت کے لئے ۔ لیکن اللہ والوں، دینداروں کے ساتھ بالکل واسطہ ہی نہیں ۔ (الّا ما شاءاللہ)

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم اس ذات کو چھوڑ کر جس کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے ۔ جو نفع و نقصان کا مالک ہے دوسروں سے امیدیں وابستہ رکھیں اور ان سے تعلقات کو جوڑیں ۔ ہمارا تو یہ حال ہونا چاہئے کہ ہمارا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، عبادت کرنا اللہ ہی کے لئے ہو ۔ ہم ہر مصیبت اور تکلیف کے وقت اسی کے آگے جھکیں اور اسی سے مدد طلب کریں ۔ اسی کے در کے آگے ہاتھ پھیلائیں ۔ اگر بیمار ہو جائیں تو شفا کیلئے دُعا اُسی سے مانگیں ۔ اگر کوئی خوشی آئے تو اُسی کا شکر ادا کریں ۔ غرض ہمارا ظاہری و باطنی تعلق اللہ کے ساتھ ہو ۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے اُس کے دین کے راستے میں اپنی ساری کوششیں صَرف کر دیں ۔ ہم پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقشِ قدم پہ چلنا فرض ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :-

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ -

ترجمہ : آپ فرما دیجئے ۔ اگر تم محبّت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تاکہ محبّت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے ۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

جمعہ خطبہ

۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۷ اگست ۱۹۶۵ء

## ایمان والے لوگ جہاد سے کبھی جی نہیں چراتے

## البتہ

# منافق حیلے بہانے تراش کر جہاد سے بچنا چاہتے ہیں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۞ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞

(پ ۱۰ سورہ توبہ آیت ۳۸-۳۹)

**ترجمہ:** اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوچ کرو تو زمین پر گرے جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے ہو۔ دُنیا کی زندگی کا فائدہ تو آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے۔ اگر تم نہ نکلو گے۔ تو تمہیں اللہ دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کرے گا۔ اور تم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

### حاشیہ شیخ الاسلام رح

فتح مکہ و غزوۂ حنین ۹ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ شام کا نصرانی بادشاہ (ملک غسان) قیصر روم کی مدد سے مدینہ پر چڑھائی کرنے والا ہے۔ حضورؐ نے مناسب سمجھا کہ ہم خود حدودِ شام پر اقدام کر کے اس کا جواب دیں۔ اس کے لئے آپؐ نے عام طور پر مسلمانوں کو حکم دیا کہ جہاد کے لئے تیار ہو جائیں۔ گرمی سخت تھی قحط سالی کا زمانہ تھا۔ کھجور کی فصل پک رہی تھی۔ سایہ خوشگوار تھا۔ پھر اس قدر بعید مسافت طے کر کے جانا اور نہ صرف ملک غسان بلکہ قیصر روم کی باقاعدہ اور سرو سامان سے آراستہ افواج سے نبرد آزما ہونا کوئی کھیل تماشہ نہ تھا۔ ایسی مہم میں مومنین مخلصین کے سوا کس کا حوصلہ تھا کہ جانبازانہ قدم اٹھا سکتا۔ چنانچہ منافق جھوٹے حیلے تراش کر کھسکنے لگے بعض مسلمان بھی ایسے سخت وقت میں اس طویل وصعب سفر سے کترا رہے تھے۔ جن میں بہت سے تو آخرکار ساتھ ہو لئے اور گنے چنے آدمی رہ گئے۔ جن کو کسل وتقاعد نے اس شرف عظیم کی شرکت سے محروم رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ۳۰ ہزار سرفروش مجاہدین کا لشکر جرار لے کر حدودِ شام کی طرف روانہ ہو گئے اور مقام تبوک میں ڈیرے ڈال دیئے۔ اُدھر قیصر روم کے نام نامۂ مبارک لکھا۔ جس میں اسلام کی طرف دعوت دی گئی تھی۔ حضورؐ کی صداقت اس کے دل میں گھر کر گئی مگر قوم نے موافقت نہ کی۔ اس لئے قبول اسلام سے محروم رہا۔ شام والوں کو جب حضورؐ کے ارادے کی اطلاع ہوئی۔ قیصر روم سے ظاہر کیا۔ اس نے مدد نہ کی۔ ان لوگوں نے اطاعت کی مگر اسلام نہ لائے۔ تھوڑی مدت کے بعد حضورؐ کی وفات ہوئی۔ اور فاروقِ اعظم کے عہد میں تمام ملک شام فتح ہوا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے غالب ومنصور واپس تشریف لائے اور خدا نے بڑی بڑی سلطنتوں پر اسلام کی دھاک بٹھلا دی تو منافقین مدینہ بہت فضیحت ہوئے۔ نیز چند سچے مسلمان جو محض سستی اور کاہلی کی بنا پر نہ گئے تھے بے حد نادم و متحسر تھے۔ اس رکوع کے شروع سے بہت دور تک ان ہی واقعات کا ذکر ہے۔ مگر زیادہ منافقین کی حرکات بیان ہوتی ہیں۔ کہیں کہیں مسلمانوں کو خطاب اور انکے احوال سے تعرض کیا گیا ہے۔

### آیتہ حاضرہ

ہیں مسلمانوں کو بڑی شدت سے جہاد کی طرف ابھارا اور بتلایا ہے کہ تھوڑے سے عیش و آرام میں پھنس کر جہاد کو چھوڑنا گویا بلندی سے پستی کی طرف گر جانے کا مترادف ہے۔ مومن صادق کی نظر میں دنیا کے عیش و آرام کی آخرت کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہ ہونی چاہیئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر خدا کے نزدیک دنیا کی وقعت پر پشہ کے برابر ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔

(اے مسلمانو!)

خدا کا کام تم پر موقوف نہیں۔ تم اگر سستی کرو گے وہ اپنی قدرت کاملہ سے کسی دوسری قوم کو دین حق کی خدمت کے لئے کھڑا کر دے گا۔ تم اس سعادت سے محروم رہو گے جو تمہارے ہی نقصان کا موجب ہے ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت ازو شناس کہ بخدمت گذاشتت

بزرگان محترم! ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ جہاد سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں۔ چنانچہ واقعات شاہد ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حکم خداوندی کی پوری طرح تعمیل کی۔ انہوں نے اللہ اور رسول کے فیصلہ پر سر جھکا دیا۔

تکان اور گرمی کی شدت کی کوئی پروا نہ کی اور خوشی خوشی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ اسلام کی تاریخ میں یہ زمانہ بہت نازک تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں نے وقت کی نزاکت کو سمجھا اور امت کی کشتی کو بچانے کے لئے سینہ سپر ہو کر سامنے آ گئے۔ آپ اندازہ کیجئے ان مشکلات کا جو اس وقت مسلمانوں کو درپیش تھیں۔ ایک دنیا قیصر کے نام سے لرزاں تھی۔ کسی کو اس کے مقابلہ کے تاب نہ تھی جس کی وجہ سے منافقوں کو تو روڑے اٹکانا ہی تھا۔ مسلمان بھی گھبرا گئے اور بعض نے جہاد کی مشکلات سے بچنے کے حیلے تراشنے شروع کر دیئے۔ کسی نے ضعف اور بڑھاپے کا عذر پیش کیا، کوئی گرمی کی شدت کا عذر کرنے لگا۔ کسی نے کہا میرے پاس سامان حرب یعنی جنگ کا سامان نہیں غرضیکہ بعض لوگوں نے چاہا کہ جس طرح بھی ہو جنگ میں شریک ہونے سے بچ جائیں۔ کیونکہ قیصر کا مقابلہ آسان کام نہ تھا۔ مزید برآں فطری آرام طلبی کے علاوہ اتنے بڑے سفر کے راستے میں کئی روکاوٹیں تھیں لیکن جب اللہ اور رسول کا حکم ہوا تو جاں نثاران رسولؐ نے ان سب مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مدینہ سے شام کی سرحد تک بڑی تندہی اور جوش و خروش کے ساتھ پہنچنے کا عزم کر لیا۔

## صحابہ کرام کا ایثار

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں جو کچھ موجود تھا سب لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈھیر کر دیا اور گھر میں کچھ نہ چھوڑا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے مال میں سے آدھا لے آئے اور سمجھے کہ آج تو میں حضرت ابوبکرؓ سے بڑھ کر رہوں گا لیکن یہ دیکھ کر کہ حضرت ابوبکرؓ اپنا سارا مال لے آئے ہیں پکار اٹھے کہ ان سے دینی خدمات میں بازی لے جانا ناممکن ہے علامہ اقبال مرحوم نے اسی لئے کہا ہے ؎

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بہت سا سازو سامان حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا کہتے ہیں کہ آپؓ نے غلہ اور کھانے سے لدے ہوئے تین سو اونٹ اور ایک ہزار سونے کے دینار لشکر اسلامی کے خرچ کے لئے پیش کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے داد و تحسین وصول کی۔ لیکن منافقوں نے اس غزوہ میں کوئی حصہ نہ لیا بلکہ آپ کے سامنے اور آپ کی روانگی کے بعد اسلام کے خلاف بے جا حرکتیں کیں۔ تین مخلص مسلمان بھی اس میں شریک نہ ہو سکے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بعد میں معاف فرما دیا۔ بہرحال مجموعی طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قربانیوں کی ایک روشن مثال قائم کر دی اور بے سرو سامانی کے عالم میں محض اللہ کے بھروسہ پر دنیا کی سب سے بڑی حکومت سے ٹکرانے کے لئے میدان میں اتر پڑے اگر صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کی تاریخ دیکھی جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ ان کی قربانیوں کی مثال دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی حتیٰ کہ انصاف پسند غیر مسلم بھی اقرار کرتے ہیں کہ واقعی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی۔ وہ اپنی مثال آپ تھے۔

## قرآنِ عزیز کا خطاب

برادران اسلام! اگر ہم موجودہ حالات کا مطالعہ کریں اور مذکورہ بالا آیات قرآنی پر غور کریں تو یہی پتہ چلتا ہے کہ قرآن عزیز آج بھی اپنے ماننے والوں کو یہ خطاب کر رہا ہے۔

"اے مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے لڑائی کے نام سے گھبراتے کیوں ہو؟ تمہیں اپنے عزیز و اقارب، اپنا مال و منال اور اپنی جانیں جہاد فی سبیل اللہ سے کیوں محبوب تر ہیں؟ یاد رکھو! آخرت کے انعامات اور احکام خداوندی کی فرمانبرداری کے مقابلہ میں یہ چیزیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں

اے مجاہدین فی سبیل اللہ! اگر تم نے تلوار کو چھوڑ دیا، دشمن کے مقابلہ سے گریز کیا۔ جہاد کرنے سے جی چرایا تو یاد رکھو تم مٹ جاؤ گے اور کوئی دوسری قوم جو لڑائی سے نہیں گھبرائے گی تمہاری جگہ کھڑی کر دی جائیگی جو اس کے دین کی خدمت کرے گی اور جہاد کے لئے آمادہ رہے گی اگر تم نے اسلام کی مدد کرنے اور رسول کا حکم ماننے سے انکار کیا تو یہ نہ سمجھو کہ اسلام مٹ جائے گا۔ نہیں نہیں! اسلام مٹ نہیں سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ناکام نہیں رہ سکتا۔ ہاں تم لوگوں کو جنہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام سے غداری کی، تم کو جنہوں نے اسلام کی خاطر جانیں ہتھیلی پر نہ رکھیں، تم کو جنہوں نے اپنی جان کو عزیز سمجھا، تم کو جنہوں نے دنیاوی مصلحتوں اور ذاتی تعلقات کو اسلام کے مفاد پر ترجیح دی ذلیل و رسوا کر دیا جائے گا۔ اور دنیا و آخرت میں سخت ترین سزا دی جائے گی۔

## حاصل

سارے بیان کا یہ نکلا کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب وہ باطل کے مقابلے اور دشمن سے جنگ کے لئے بلایا جائے تو فوراً حاضر ہو جائے اور ذرہ برابر پس و پیش نہ کرے۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

پ ۱۰، سورہ توبہ آیت ۴۱

ترجمہ: تم ہلکے ہو یا بوجھل نکلو اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں لڑو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو۔

## مطلب

یہ ہے کہ اے مسلمانو! جب الجہاد الجہاد کا نعرہ لگے تو تم سب پرچم اسلام کے نیچے آ کھڑے ہو جاؤ۔ خواہ تمہارے پاس سلاح جنگ (اسلحہ) ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ

باقی صفحہ ۱۵

### عمر بڑھ نہیں رہی بلکہ گھٹ رہی ہے

## اس لئے

# عمر کے ہر ہر لمحہ کی قدر کرنی چاہیئے

## آخری قسط

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتب : عثمان غنی

بے شک تو سننے والا ہے اور ہماری یہ ادنیٰ خدمت قبول فرما ہماری دعائیں سن اس گھر کی آبادی کے لئے ایک پیغمبر ہو جو تیرا دین حق اور اس پر جو وحی نازل ہوئی۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ

وہ آیات الٰہی دوسروں تک پہنچا کے اپنا فریضہ انجام دے پھر يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ اس کی تعلیم و تدریس کے فرائض بھی خود ہی انجام دے پھر حکمت دانش کی باتیں، تدبیر اور اسلام کے رائج کرنے کے لئے تمہیدی قوانین بنانے پڑیں۔ ان تشریحات سے مسلمانوں کو بے نیاز اور اس کے ساتھ یُزَکِّیْھِمْ یعنی ان کے ہادی اور مزکی کے فرائض بھی انجام دے۔ یہ فرائض حضورؐ کے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی زبان سے اللہ تعالیٰ کہلوا رہے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں تشریف لا کر واقعی ان فرائض سے سبکدوش ہونے کے لئے کس طرح جان جوکھوں میں ڈال کر اپنے آپ کو مبتلا کیا کس طرح تکلیفیں اور اذیتیں اٹھائیں کبھی احد میں آپؐ کے دندان مبارک شہید ہوئے کبھی طائف میں اوباش آپؐ پر حملہ کر رہے ہیں اور آپؐ کو لہولہان کر رہے ہیں پاؤں مبارک متورم ہو جاتا ہے اور خون آلود جوتے سے نکل نہیں پاتا کسی نے آپؐ سے کہا کہ آپ ان کو دین حق پہنچانے کے لئے ان کو نجات دلانے کے لئے فکر کر رہے ہیں اور آپؐ سے یہ حشر ہو رہا ہے تو آپ ان کے لئے بد دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کا ستیا ناس کرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مآل اندیشی کے اعتبار سے فرمایا کہ میں اس قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہوں نہ کہ ان کی ہلاکت کے لئے یہ اسلام نہیں لاتے تو نہ سہی آئندہ ان کی نسلیں اسلام لائیں گی اور اللہ کے دین کو سربلند کریں گی تو الحمد للہ اگر وہ بد دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کا تیا پانچا کر کے رکھ دیتے جس طرح کہ قوم لوط کو، قوم عاد و ثمود کو، قوم نوح کو اللہ نے بڑا غرق کیا ان کا کبھی کچھ نہ رہتا۔ لیکن نبی رحمۃ للعلمین امام الاولین والآخرین محض اس لئے تشریف فرما ہوئے کہ ان لوگوں کو ہدایت ہو اور ان کی نجات کی ذریعہ بنیں تو الحمد للہ اس دن سے لے کر آج تک جب سے ان کو ہدایت نصیب ہوئی ہے طائف کے اندر کوئی کافر کوئی مشرک نہ نظر آیا چودہ صدیوں کے اندر۔ اسی طرح جہاں جہاں ان کا خون اور پسینہ بہا آج وہاں مسلمانوں کا مرکز ہے۔ مرکز اسلام کہلاتا ہے مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کے اندر جو انقلابی قوت تھی وہ سرد پڑ گئی ہے۔ قرآن حکیم دنیا کی سب سے بڑی انقلابی کتاب ہے۔ سب سے بڑا روحانی انقلاب اس نے برپا کیا لیکن آج اس کے ساتھ مسلمانوں کو صرف جذباتی تعلق ہے۔ قسمیں کھانے کے لئے۔ قرآن دی سوں، وڈے حضرت دی قسمے، یہ قسمیں کھانے کے لئے رہ گئی، جہیزوں میں دینے کے لئے اور جزدانوں میں لپیٹنے کے لئے اور گھروں میں رکھنے کے لئے رہ گئی۔ پڑھنے کے لئے عمل کرنے کے لئے دور کا اس سے تعلق اور واسطہ نہیں۔ یہاں نہیں وہاں نہیں کہیں اس کے لئے کوئی گنجائش اور جگہ نہیں نہ حکومت کے ایوانوں میں نہ گلی کوچوں اور بازاروں میں کیا کاروباری زندگی میں اسلام پر عمل ہو رہا ہے؟ ہماری تجارتی زندگی اسلام کے مطابق گزر رہی ہے؟ یا ہماری پبلک اور نجی زندگی میں قرآن سے دور کا واسطہ رکھا ہے ہم نے کوئی؟ میں اس لئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ کی اور میری ذمہ داریاں اور بھی زیادہ ہیں ان حالات کے اندر حضورؐ نے فرمایا کہ اس زمانے میں جب یہ حالت گذر گئی تو ایک ایک سنت کو زندہ کرنا سو سو شہیدوں کے برابر ہے اور ایک دفعہ تو یہاں تک فرمایا اس زمانے میں ایک سنت کو زندہ کرے وہ گویا مجھے زندہ کر رہا ہے۔

قَدْ اَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحْيَانِيْ

مجھے زندہ کرنے کے برابر اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مستفید ہو گا۔ سنت ہی کو زندہ نہیں کیا اس نے نبی کو زندہ کیا۔ نبی کی تعلیم کو زندہ کرنے کے یہ مترادف فرمایا۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ فرائض يَتْلُوْا عليهم آيَاتِكَ میرے آپ کے بھی ہیں یا نہیں؟ بچوں کو سب سے پہلے دین سکھائیں قرآن کی تعلیم انہیں دیں۔ جب وہ اس دنیا میں آنکھیں کھولیں تو سب سے پہلے قرآن ہی کے حروف سے روشناس ہوں پھر دنیا کے دیگر دھندے یہ صنعت و حرفت اور کالج سکول میں جا کر حساب پڑھیں وہاں يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ قرآن کے معانی، مضامین سمجھنے چاہئیں۔ اس کے بعد اپنے قرآن کو دنیا میں نافذ کرنے کے لئے حکمت اور تدبیر کے لئے کوئی انہیں سوچ بچار کر کے اس نظام کو قائم کرنے کے لئے کوئی دقت اور کوئی محنت کرنی چاہیئے۔ اور پھر یُزَکِّیْھِمْ خود حضرتؒ فرمایا کرتے تھے والد بزرگوار کہ یا انسان آنکھوں والا ہو یا کسی آنکھوں والے کے ہاتھ میں ڈنگوری دیدے تو تب بچتا ہے۔ یا خدا خود بنیا کرے آپ کو دین کی آنکھیں روشن یا پھر یہ ہے کہ کسی روشن آنکھوں والے کے ساتھ وابستہ ہوں تب نظام یہ چل سکتا ہے۔ تب دنیا میں انسان جہنم سے بچ سکتا ہے اور دنیا میں اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش میں کامیاب ہو سکتا ہے تو ان حالات کے اندر میری اور آپ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس دین کو نافذ کرنے کے لئے اور قرآن کے نظام کو عام کرنے کے لئے سب سے پہلے اس کی تعلیم کو عام کرنا پڑے گا۔ آج کتنے آپ کو بوڑھے مل جائینگے جو قرآن نہیں پڑھے۔ کل تک یہ حال تھا کہ ہماری بڑی بوڑھیاں بچے جوان سب صبح کی نماز کے بعد قرآن کی تلاوت کرتے تھے آج نہ نماز ہے نہ صبح اٹھ کر وضو ہے نہ قرآن ہے۔ کسی کے ہاتھ میں ڈان ہے کسی کے ہاتھ میں پاکستان ٹائمز ہے۔ کوئی نوائے وقت لئے بیٹھا ہے اور کوئی امروز اور کوئی جنگ اور انجام لئے بیٹھا ہے۔ لیٹرین (LATRINE) میں جا کر اخباریں پڑھ رہے

ہیں اور قرآن زندگی سے خارج ہو گیا۔ صبح جو تھوڑی بہت تلاوت تھی اس سے بھی واسطہ نہیں رہا اور جو تھوڑے بہت بچارے پڑھتے ہیں۔ ادھر انہوں نے بچاروں نے پڑھا اور ادھر جا کے دفتری زندگی میں کاروباری زندگی میں قرآن کی پوری مخالفت، کاروبار میں ہیں تو ڈنڈی مار کے تولا۔ لینے کے باٹ اور دینے کے اور قسمیں جھوٹی کھا رہے ہیں اور باور دوسروں کو کرا رہے ہیں اور یہ قرآن پر عمل ہو رہا ہے وہ گھر سے جو قرآن پڑھ کے چلے تھے چونکہ وہ مطلب جانتے نہیں۔ رمضان میں قرآن سنتے ہیں لیکن کوئی پتہ نہیں حالانکہ یہ اسی لئے یاد تازہ کرائی جاتی ہے کہ اس پر عمل کریں اور ہر سال یہ ہے کہ مسلمان دور کریں خود رمضان کے زمانے میں تاکہ پورا قرآن مجید آنکھوں کے سامنے آ جائے اور پورے اس نظام سے واقف ہوں۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کا جبریل امین کے ساتھ دور فرماتے جس سال دنیا سے تشریف لے گئے آپ نے دو دفعہ قرآن سنا اور دو دفعہ جبریل امین کو قرآن سنایا۔ لیکن آج مسلمان کو قرآن سے نہ لفظاً وابستگی ہے نہ معناً نہ عملاً نہ اعتقاداً۔ اعتقاد اپنے گروہی اور خاندانی چلے آ رہے ہیں اپنے آباؤ اجداد سے قرآن سے چاہے ان کا کوئی لگاؤ ہو یا نہ ہو۔ اعمالِ حیات کے بارے میں بھی، عدالتوں میں جا کے دیکھ لیجئے کیا عمل ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم محمڈن لاء پر عمل نہیں کرتے رواج پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن کے ایک لفظ کے انکار سے تو کافر یہ پورے قرآن کے وراثت کے قانون سے انکار کر کے پھر بھی مسلمان کے مسلمان اور کسی بے ایمان کو توفیق نہیں ہے توبہ کی یا تجدید کی یا یہ ہے کہ کم از کم صدیوں سے حقوق ماؤں کے بہنوں کے غصب کر رکھے ہیں عورتوں کے حقوق ہی ادا کرنے اور کم از کم اپنا ہی فریضہ انجام دے کے جہنم سے بچنے کی تدبیر کریں کوئی کسی کو فکر نہیں ہے۔ ہمارے بزرگوں نے فتویٰ دیا کہ جس زمیندار نے جا کر عدالت میں کہا کہ ہم محمڈن لاء پر عمل نہیں کرتے وہ اسی لمحے بے ایمان ہو گیا۔ لیکن انہوں نے کبھی تجدید اسلام و ایمان نہیں کی۔ کبھی اپنی غلطی کا اعتراف اور اظہار نہیں کیا اور اب تک مسلمانوں کے نمائندہ، لیڈر اور ان کے وزیر و سفیر اور پھر یہ ہے کہ ہم بھی انہیں برداشت کرنے کو تیار ہیں یعنی ہمارا بھی ان کے ساتھ معاملہ ویسے کا ویسا ہے اور پھر یہ ہے کہ دین کے لئے کچھ نہیں۔ نظام اسلام کے لئے کچھ نہیں قرآن پر عمل کرنے کے لئے کچھ نہیں اور اسمبلی کی ممبری کے لئے اب انہیں کہیئے تو لاکھوں روپے لگانے کو تیار ہو جائیں گے۔ یہ حیرانی ہوتی ہے کہ زکوٰۃ دینے کے لئے پائی نہیں اور یہ ہزاروں اور لاکھوں روپے کی ریل پیل کہاں سے شروع ہو جاتی ہے۔ یہ ہے ہمارا نظام، یہ ہے ہمارا دستورِ حیات۔

تو بہرحال یہ فرائض ہیں جن کے لئے میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ آپ اپنے بچوں کو ان دینی مدارس میں داخل کرائیں۔ آپ نے دیکھا چھوٹے چھوٹے بچوں نے قرآن کتنا پیارا پڑھا اگر کل کو ان کو تعلیم قرآن کی دی جائے اور اسلام کی تبلیغ کا کام انہیں سونپا جائے تو کیا کچھ نہیں کر سکتے؟ یورپ بھی آج یہ ہے کہ وہ مادی اور معاشی ترقی سے بجائے اس کے کہ سائنس کی ترقی لیں ان کی نجات کا باعث بننے کی بجائے ان کی تباہی کا باعث بن گئی۔ چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے جس طرح کہ میں ابھی ذکر کر رہا تھا کہ اگر تم اطمینان قلب چاہتے ہو تو

اطمینانِ قلب اللہ کے ذکر اور اس کی یاد کے سوا نہیں نصیب ہو سکتا اور ان کی زندگی کو واسطہ ہی نہیں مذہب سے دین سے اس لئے ان کی زندگی آج باوجود سائنس کی اتنی ترقی کے وہ آسمان پر کمندیں پھینک رہے ہیں ستاروں پر اس کے باوجود بے چین ہیں۔ پریشان حال ہیں۔ اگر ان کے سامنے اسلام پیش کیا جائے تو وہ بھوکے شیر کی طرح جھپٹ پڑیں گے۔ اسلام پر۔ لیکن اسلام خود ہماری زندگی میں رائج نہیں ہم ان کو کیسے کہہ سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ چھاج بولے تو بولے چھلنی بولے تو کیا بولے جس میں ستر ہزار چھید ہیں ہماری زندگی تو خود پورے اسلام کے خلاف ہے اور اس میں ایک بھی اسلام کا شائبہ نظر نہیں آتا دوسروں کو ہم کس طرح اسلام کی تبلیغ و تعلیم دے سکتے ہیں ہمیں پہلے خود نیک بننا پڑے گا۔ دوسروں کو نیکی کی تلقین پھر ہو سکتی ہے۔ پہلے نمازی بننا پڑے گا۔ تب دوسروں کو نماز کی تلقین آپ کر سکیں گے۔ چوری چکاری ڈکیتی کو خیرباد کہنا پڑے گا۔ عیاشی، بدمعاشی، فحاشی سے آپ کو کنارہ کشی اختیار کرنا پڑے گی۔ تب آپ جا کے ان سے کہہ سکیں گے کہ اسلام کا پاکیزہ اور اعلیٰ نظام یہ ہے۔ اسلام کا نظام تو واقعی اب بھی سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے بڑھ کر ہے، سب سے برتر سب سے بلند تر ہے مگر ہماری زندگی میں اسلام کا شائبہ بھی نہیں ہے اسلام کا واسطہ ہی نہیں ہے اس لئے مسلمان بے کے رہیں گے دبنا پڑے گا۔ نعرے لگانے میں کسی سے کم نہیں ہیں لیکن عمل کا وقت آئے تو سب سے پیچھے سب سے پھسڈی۔ اس لئے ان سب حالات میں جو میں نے آپ کی سمع خراشی کی یا ذہن میں تیر و نشتر لگائے مقصد یہی ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اگر آپریشن کرنا چاہتا ہے تو وہ نشتر لگاتا ہے محض ہمدردی اور بھلائی کے نظریئے سے۔ آپ عہد کریں اور عزم مصمم کریں اور اپنی اولاد کو بچپن سے اسلام پر کاربند کریں۔ دین ان کی گھٹی میں ڈال دیں ان کو نماز کی عادت ڈالیں پھر انشاء اللہ وہ کبھی بے نماز نہیں رہیں گے افسوس یہی ہوتا ہے کہ خود نماز پڑھتے رہے۔ ہمارے بڑے اور بچوں کو سکول کالج بھیج دیا وہ عیسائیوں کے پلے پڑ گئے۔ ہندوؤں کے پلے پڑ گئے۔ آج وہ اسلام سے نفور ہیں دور ہیں تو ہم دو صلواتیں سنا کے دلی بیزاری کا اظہار کر کے ختم سمجھتے ہیں کام یہ ختم نہیں ہے کام بلکہ ہمارے فرائض اور ذمہ داریاں اس معاملے میں اور زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہم دوسروں کی زندگی بدلنے کے لئے اپنی سی کوشش کریں اس سلسلے کے اندر جتنا میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی عبادت اور اس میں مرنا سب سے بڑی شہادت اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کے نظام کو اس ملک میں اور تمام ممالک میں رائج کرنے کے لئے جو تدبیر بھی بن پڑے کر کے دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے اس قرآن کو اپنے گھر میں نجی زندگی میں رائج کر کے پبلک زندگی میں اس کا نفاذ اور حکومت میں آئینی زندگی کے طور پر رائج کرنے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اور اس کے لئے آپ سوچ بچار کریں غور و فکر کریں اپنے نمائندے تیار کریں جن کو آئندہ آپ بھیج سکیں۔ اب نہیں پانچ سال بعد پھر وہ الیکشن آنے والا ہے جس میں آپ اچھے آدمی بھیج سکتے ہیں قرآن کے حاملین کو قرآن کے قائدین کو قرآن کے عاملین کو وہاں بھجوا سکتے ہیں اس کے لئے ابھی سے سوچ بچار کیجئے، غور و فکر کیجئے۔ ابھی سے اپنی زندگی سنوارنے کے لئے کوئی تدبیر اور سوچ بچار کیجئے۔ یہی میری گزارشات تھیں محض اس لئے کہ یہ سبق سب کو بھولا ہوا ہے اور باقی یہ ہے کہ تقریریں تو آپ سنتے ہی رہتے ہیں آپ تقریریں شوق سے سنیں۔ میں اس کا مخالف نہیں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ عمل بھی ہونا چاہیے۔ صرف یہ ہے کہ لفاظی لفاظی سے قوموں کی زندگیاں نہیں بدلا کرتیں قومیں عمل سے بنا کرتی ہیں ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

یہ جنت اور جہنم ہمارے لئے اپنے اختیار میں ہے۔ ماں کے پاؤں کے نیچے جنت
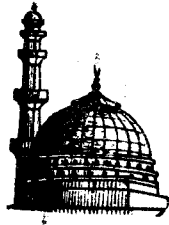
# آستانۂ نبویؐ کا ایک پروانہ

# حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضؓ

قاری مقبول الرحمٰن صاحب - لائلپور

مکہ والوں کی بدقسمتی اور مدینہ والوں کی خوش قسمتی کا وہ دن چڑھا جس دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کو چھوڑ کر بحکم خداوندی عازم مدینہ منورہ ہوئے۔ جس دن آپ تشریف لے گئے ایک نوجوان جس کا نام عبدشمس تھا اداس اداس سا رہنے لگا۔ والد کا سایہ بچپن سے ہی اُٹھ چکا تھا چچا کی کفالت میں ہی پروان چڑھ رہا تھا۔ جوں جوں ہجرت نبویؐ کو دن گزرتے گئے عبدشمس کا رنگ زرد ہونے لگا۔ بھوک ختم ہو گئی وہ تنہائیوں میں جا کر چھپ چھپ کے رونا اور کسی کی یاد نے اس کی نیند کو بھی حرام کر دیا تھا راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر مدینہ پاک کی طرف سے آنے والی ہوا کو خطاب کرتا اور آستانہ نبویؐ کے لئے عاشقانہ پیغامات ہوا کو دیتا۔ ایک دن کافر چچا کے سامنے بیٹھا تھا کہ دل بھر آیا اور کہنے لگا کہ چچا! مکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سالوں رہے خوش قسمت لوگ ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوتے میں تیرا منہ تکتا رہا کہ تو ایمان لائے تو میں بھی تیرے ساتھ ایمان لے آؤں۔ چچا بدبختی تیری کہ تو آمنہؓ کے لال کا دشمن ہی رہا۔ وہ آفتاب نبوت سالوں مکہ میں چمکنے کے بعد مدینہ منورہ چلا گیا لیکن تو نہ تو خود ایمان لایا اور نہ ہی تو نے مجھے موقع دیا تو سُن لے میں پڑھتا ہوں۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اور سن لے کہ میرا دل اب مکہ میں نہیں لگ رہا ہے یہاں مجھے جمال پاک نبویؐ نظر نہیں آ رہا۔ میں تو مدینہ منورہ جا رہا ہوں۔

چچا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا بھلا یہ کس طرح برداشت کر سکتا تھا لال پیلا ہو گیا اور یتیم بھتیجے کے منہ پر اس زور سے گھونسہ رسید کیا کہ منہ لہو لہان ہو گیا۔ کہا کہ تو چھوٹا سا تھا تیرے باپ کا انتقال ہو گیا۔ میں نے تیری پرورش کی تجھے اپنے بچوں سے زیادہ لاڈ و ناز سے پالا۔ تیری خاطر میں نے دُکھ و تکالیف برداشت کیں آج تو میرے منہ پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام لیتا ہے۔ آخر تو نے وہ کون سی خوبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں دیکھی ہے جو ہمارے خداؤں میں نہیں ہے۔ عبدشمس رو رہا تھا اور کہنے لگا ؎

محمدؐ دیدہ و دل کی تجلی بہرِ مہجوراں
محمدؐ آخری حرفِ تسلی بہرِ مزدوراں
محمدؐ بے کسی کے درد کو پہچاننے والا
وہ اشکِ گرم و آہِ سرد کو پہچاننے والا
محمدؐ التجائیں سننے والا، ماننے والا
محمدؐ آدمی کو آدمی گرداننے والا
محمدؐ زورِ معبودانِ باطل توڑنے والا
محمدؐ حق سے رشتہ آدمی کا جوڑنے والا

یہ باتیں سن کر چچا اور جھنجھلایا کہنے لگا اتار دے میرے کپڑے نکل جا میرے گھر سے۔ نوجوان عبدشمس کو بالکل ننگ دھڑنگ کر کے بازار میں نکال دیا۔ نوجوان بھاگا بھاگا ماں کے گھر گیا۔ بوڑھی ماں نے جب دیکھا سترہ سال کا نوجوان بیٹا بالکل ننگا آ رہا ہے ماں جلدی سے اندر گھس گئی۔ اور ایک پھٹا ہوا پرانا کمبل اٹھا لائی کہ بیٹا جلدی سے ننگ ڈھانپ لو اور بتلاؤ ہوا کیا؟ تم تو چچا کے لاڈلے بیٹے تھے۔ نوجوان نے پورا واقعہ سنایا اور کہا۔ اماں! میں تجھے بھی آخری ہی سلام کرنے آیا ہوں۔ اور میں تو مدینہ منورہ جا رہا ہوں۔ بوڑھی ماں بولی بیٹا میں بوڑھی ہوں چل نہیں سکتی ورنہ میں بھی تیرے ساتھ چلتی۔ تو مجھے بھی کلمہ پڑھاتا جا۔ ماں نے بھی کلمہ پڑھ لیا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

عبدشمس نے پرانے کمبل کے دو ٹکڑے کئے ایک کا تہبند بنایا دوسرا کاندھوں پر ڈال لیا۔ لاٹھی ہاتھ میں لی اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت شروع کر دی نہ کوئی سواری تھی نہ توشہ نہ پانی کا مشکیزہ تھا نہ کوئی ساتھی و راہبر تھا۔ تن تنہا عبدشمس نے پیدل دوڑ لگا دی۔ دیکھتے دیکھتے عبدشمس کو مدینہ کی پہاڑیاں نظر آنے لگیں اب مدینہ شہر آ گیا۔ عبدشمس روتے ہوئے اور عاشقانہ اشعار پڑھتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے ظہر کا وقت ہو رہا تھا سیدھے مسجد نبویؐ میں چلے گئے جسم پر گرد و غبار تھا کچھ تھکاوٹ سی بھی محسوس ہو رہی تھی۔ مسجد کے ایک کونے میں سہارا لگا کر بیٹھ گئے۔ اذان ہوئی تو سب سے پہلے مسجد شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے۔ جوں ہی نظر چہرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو اُٹھ کھڑے ہوئے اور آقاؐ کے پاؤں پر آنکھیں رکھ دیں۔ رونے لگے آقاؐ نے بڑی ہی شفقت سے اٹھایا اور سینہ مبارک سے لگا کر گرد و غبار سے اٹے ہوئے چہرہ پر دست مبارک شفقت سے پھیرا اور ارشاد فرمایا۔ مَنْ اَنْتَ۔ مِنْ اَیْنَ جِئْتَ لِمَ جِئْتَ۔ تُو کون ہے؟ کہاں سے آیا۔ کیوں آیا؟

عبدشمس نے پورے کا پورا واقعہ سنایا۔ فرمایا۔ تمہارا نام کیا ہے عرض کیا میرا نام عبدشمس ہے۔ (سورج کا بندہ) ارشاد فرمایا آج سے میں نے تمہارا نام عبداللہ رکھ دیا۔ اور تمہارا لقب ذوالبجادین یعنی دو کمبلوں والا رکھ دیا۔ عبداللہ! دیکھو تم میرے ہی مہمان ہو۔ میرے گھر رہا کرو۔ میرے ہی ساتھ کھانا کھایا کرو۔ رات کو میرے ہی دروازہ پر سویا کرو۔

چنانچہ عبداللہ نے دونوں ہاتھوں سے خوب نیکیاں سمیٹیں۔ رات کو جب لوگ سو جاتے تو عبداللہ اٹھتے وضو کر کے حجرہ مبارک کے دروازہ پر مصلیٰ بچھا کر نوافل ادا کرتے اور بعد میں لا الٰہ الا اللہ کا ذکر خوب بلند آواز سے کرتے کہ مدینہ کی پہاڑیاں گونج جاتیں۔ ایک دن دربار نبویؐ میں حاضر تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ نوجوان اس قدر زور سے ذکر کرتا ہے کہ رات کو بچوں کو سونے نہیں دیتا اسے تنبیہ فرما دیں۔ ارشاد نبوی ہوا۔ دعہ یا عمر فانہ من الاواھین اے عمرؓ! اسے کچھ نہ کہو۔ اسے اس کی حالت پر چھوڑ دے یہ تو اللہ کے

(باقی صا۱۲ پر)

# درخشندہ چہرے

شورش کاشمیری

## حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

پیچ وخم کھاتی ہوئی راہوں کو چمکاتا رہا
مہرِ عالمتاب رنگ و نور برساتا رہا
قرنِ اوّل کے صحابہ کی اداتے خاص میں
داستانِ سیّد الابرار دُھراتا رہا
عہد استبداد کی تیغ ستم کا بانکپن
اس کی شمشیرِ نگہ کے ڈر سے تھرّاتا رہا
بوذرؓ و سلمانؓ کے اوصاف کا مظہر تھا وہ
اس صدی میں غیرتِ اسلام کا پیکر تھا وہ

## حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ

شافع کون و مکاں کی راہ پر لاتا رہا
گمرہانِ شرک کو توحید سکھلاتا رہا
پرچم اسلام ابرِ دُرفشاں کے روپ میں
بتکدوں کی چار دیواری پہ لہراتا رہا
ہمرہانِ دل گرفتہ کو بہ اعلانِ جہاد
تیغ جوہر دار کا آیئنہ دکھلاتا رہا
اس کے سینہ میں خدا کا آخری پیغام تھا
وہ خدا کی سرزمیں میں حجّتِ اسلام تھا

## حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

اس زمین پر عصرِ حاضر کا فقیہہ بے مثال
عظمتِ اسلام کی تصویر دکھلاتا رہا
اُمّتِ مرحوم کو دیتا رہا درسِ حدیث
سُنّتِ خیر الوریٰ کے زمزمے گاتا رہا
ضربتِ توحید سے اشراک کی بنیاد و بیخ
جس طرف نکلا جہاں پہنچا وہیں ڈھاتا رہا
نام اس کا حشر تک تاریخ میں پائندہ ہے
اس مقدس بزم میں تابندہ و درخشندہ ہے

## حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ

گردشِ دوراں کی سنگینی سے ٹکراتا رہا
مالٹا میں نغمۂ صبر و رضا گاتا رہا
فقر و استغنا کی تصویر کہن کا ہمہمہ
اس کی جدوجہد کا عنوان کہلاتا رہا
حادثوں کی جانگسل موجوں سے ہو کر بے نیاز
نقشۂ قربانی و ایثار دکھلاتا رہا
واقعہ یہ ہے کہ شمع عشق کا پروانہ تھا
خواجہ کون و مکاں کے نام کا دیوانہ تھا

## حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ

غاشیہ بردار دربارِ رسول اللہ کا
ماضیٔ مرحوم کے اعجاز دکھلاتا رہا
آدمی کے رُوپ میں قدرت کا روشن معجزہ
علم کی ہیبت سے بزم و بزم پر چھاتا رہا
سادگی میں عہدِ اولیٰ کے صحابہؓ کی مثال
سیرتِ پیغمبرِ کونینؐ سمجھاتا رہا۔
یہ جہاں فانی ہے کوئی چیز لافانی نہیں !
پھر بھی اس دنیا میں انورشاہؒ کا ثانی نہیں !

## حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ

عمر بھر اپنے تخیل کی سزا پاتا رہا
دار پر بھی نغمۂ مہر و وفا گاتا رہا
اپنے دامن کی ہوا سے لشکرِ احرار میں
جذبِ ایثار و وفا کی آگ بھڑکاتا رہا
ہر کہ و مہ سے حدیثِ عاشقی کہتا ہوا
آتے دن کے حادثوں پر ناز فرماتا رہا
کیا ہمیں اس نے کہا یہ بات ہی مانی نہیں
ہم نے اس کی صورتِ افکار پہچانی نہیں

## حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

جس کی صحبت سے ہوتے اہلِ طریقت مستفید
جس کی ہیبت سے بتوں کا دبدبہ جاتا رہا
باندھکر اپنے خدا سے رشتۂ عہدِ الست
دعوت و ارشاد کے میدان گرماتا رہا
اس خدا آگاہ پر شورشؔ خدا کی رحمتیں
جو دلِ پیر و جواں پر لطف فرماتا رہا
اس طرح شیرازۂ صرصر پریشان کر دیا
اس نے ہر شاخِ گلستان کو گل افشاں کر دیا

## حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

شہرِ استبداد کے دیوار و در ڈھاتا رہا
گم شدہ اسلاف کی تصویر دکھلاتا رہا
ہیچ تھا اس کے لئے اندیشۂ دار و رسن
پاتے استحقار سے دنیا کو ٹھکراتا رہا
خواجہ کونینؐ کے روضے کی جالی تھام کر
نور کے تڑکے دعا کو ہاتھ پھیلاتا رہا
ان کمالات و محاسن میں جواب اس کا نہیں
اس قبیلہ میں کوئی بھی ہمرکاب اس کا نہیں

## شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

عمر بھر قرآن کا پیغام پھیلاتا رہا
ہر گھڑی اسلام کی تبلیغ فرماتا رہا
دوستدارانِ جنوں کا دل بڑھانے کیلئے
اپنے تلوے راہ کے کانٹوں سے سہلاتا رہا
گوشۂ زنداں میں کیا ؛ دار و رسن کے سانے پر
داستانِ جرأتِ اسلاف دُہراتا رہا
سیدِ خیر البشرؐ کے خلق کی تصویر تھا
اس صنم آباد میں توحید کی شمشیر تھا

## بقیہ : عمر گھٹ رہی ہے

ہے اور اسی دنیا کو الدنیا مزرعۃ الآخرۃ فرمایا گیا ہے یہی آخرت کی کھیتی ہے جو نیک یا بدعمل کریں گے اس کی جزا یا سزا لازماً ملے گی وہی آپ کی جنت یا جہنم بن جائے گی۔ اب میں آپ سے دعا کے لئے عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی آپ کو بھی اور ان بھائیوں کو جن کی وجہ سے قرآن کے سلسلہ میں یہ دستار بندی ہوئی ہے۔ سب کو اللہ تعالیٰ قرآن کا خادم بنائے قرآن کا سچا طالب علم بن کر اور قرآن کی تعلیمات حاصل کر کے قرآن کے نظام کو رائج کرنے کے لئے زندگی لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کرتے ہیں کہ آپ حضرت جو اتنی دور دراز سے تکلیف کر کے اور اپنی نیندیں گنوا کر یہاں تشریف فرما ہوئے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہتر از بہتر اجر عطا فرمائیں۔ آپ کی آخرت کا اور آپ کی نجات کا اسے ذریعہ بنائیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے میں دعا کرتا ہوں کہ کوئی ایسی بات نکل گئی ہو جو کسی کو پسند نہ آئی ہو تو میں معافی چاہتا ہوں اور کوئی غلط یا ناشائستہ بات ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک میں ہمیں اللہ کے قانون کو رائج کرنے اور اس پر عمل کرنے کی اور تمام ممالک میں اللہ کے قانون کو نافذ کرنے کی اور اس کا جھنڈا لہرانے کی توفیق عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ ہماری سابقہ غلطیاں، کمزوریاں گناہ اور معصیتیں معاف فرمائیں آئندہ زندگی اللہ تعالیٰ محتاط اور اسلام اور شریعت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کو اسلام کا سچا خادم بنائیں دین کا محافظ بنائیں اور علم دین کی تحصیل کی انہیں توفیق ارزانی فرمائیں اللہ تعالیٰ سب کی دلی تمنائیں اور آرزوئیں پوری فرمائیں بیماروں کو اللہ تعالیٰ شفائے کامل عاجل نصیب فرمائیں۔ تنگدستوں کو کشادگی فراخی دیں۔ مقروض بھائیوں کے اللہ تعالیٰ قرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں و باہر سے شرپسند عناصر نے نعرۂ رسالت یا رسول اللہ بلند کر کے دعا میں شور بپا کرنا چاہا، اللہ تعالیٰ ہمارے سب بھائیوں کو جو اندر ہیں اور باہر ہیں۔ ان سب کو ہدایت نصیب فرمائیں۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

ان بیچاروں کو اللہ تبارک و تعالیٰ سچا دین سچی محبت اور سچا اسلام اور اللہ تعالیٰ کے سچے رسول کے احکام کو اسوہ اور نمونہ بنانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیاں نظرانداز فرمائیں۔ ہمارے قصور نہ دیکھیں اپنی رحمت کو دیکھیں اپنی رحمتیں بے انداز بے حساب نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ہندوستانی مسلمانوں کی مشکلات آسان فرمائیں انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھیں ظالم کو اس کے ظلم کی قرار واقعی سزا دے۔ کشمیری مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ خود مختاری اور آزادی کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شیخ عبداللہ کو اللہ تعالیٰ رہائی نصیب فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فلسطین کے عربوں کی تکلیفیں دور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام میں حق کا بول بالا کرے اور دشمنان دین و اسلام کا منہ کالا کرے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ و الحمد للہ رب العالمین

### نوٹ

ایک بات یہ عرض کرنا ہے کہ ہمارے شاہ صاحب انشاء اللہ ذکر کرانے کا اور مجلس ذکر کا ارادہ رکھتے ہیں وہ دن مقرر فرمائیں گے۔ جمعرات یا جمعہ جو بھی ہو آپ بھائی جو یہاں کے مقامی باشندے ہو اللہ کا نام لینے کے لئے ضرور تھوڑا سا وقت نکالا کیجئے۔ بہرحال ہمیں دنیا سے جانا ہے اور وہاں یہی کام آنا ہے۔ اس کے لئے جتنا بھی وقت نکالیں گے۔ انشاء اللہ میری اور آپ کی نجات کا باعث بنے گا۔

## بقیہ : حضرت عبداللہ رض

عشق میں جلے کٹے لوگوں میں سے ہے — عبداللہ نہ کسی سے بات کرتے نہ ہی کسی قسم کی مجالس میں شریک ہوتے۔ دن میں قرآن یاد کرتے رات کو آفتاب نبوت کے دروازہ پر پہرہ دیتے اور ذکر کرتے۔ اتنے میں غزوۂ تبوک کا اعلان ہوا۔ آقاؐ نے بلایا۔ فرمایا عبداللہ! ہم تو تبوک جا رہے ہیں۔ تمہارے پاس تو کوئی سواری اور کوئی سامان جنگ بھی نہیں ہے۔ کیا خیال ہے؟ عرض کیا۔ آقاؐ کا ساتھ تو میں ایک منٹ کے لئے بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ پیدل ہی ساتھ چلوں گا۔ آقاؐ نے منظور فرما لیا۔ راستہ میں شہادت کی دعا کے لئے عرض کیا۔ ارشاد فرمایا کہ تم کیکر کی چھال لے آؤ۔ میں تمہارے بازو پر باندھ دوں گا۔ جب وہ چھال خشک ہو جائے گی۔ تمہارا انتقال ہو جائے گا۔ اور تم قیامت میں شہید اٹھائے جاؤ گے۔"

چنانچہ حضرت عبداللہ رض حسب الارشاد کیکر کی چھال لے آئے آقاؐ نے بازو پر باندھ دی۔ چند دن بعد جب وہ خشک ہو گئی تو عبداللہ ذوالبجادین رض کا انتقال ہو گیا۔ ابھی تبوک کا سفر جاری ہی تھا۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کا وقت تھا۔ جنگل میں رات کو فوج کا پڑاؤ تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک طرف چراغ روشن ہو رہا ہے میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک قبر تیار ہو رہی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے صحابہ موجود ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گورکن کو تاکید فرما رہے ہیں کہ اُدھر سے درست کرو اِدھر سے درست کرو۔ جب قبر تیار ہو گئی تو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اترے۔ صدیق اکبر رض اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ رض کا جنازہ مجھے پکڑاؤ۔ جب حضرت صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما جنازہ پکڑانے لگے تو ارشاد فرمایا۔ اَدْنِیَا لِصَاحِبِکُمَا۔ دیکھو اپنے ساتھی کو بہت ادب سے پکڑانا۔ جب قبر میں آقاؐ نے اپنے ہاتھوں سے عبداللہ کی میت اتار دی اور اس پر مٹی ڈال کر قبر تیار ہو گئی تو آقاؐ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ "اے اللہ! میں ان سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اے اللہ! تو عبداللہ رض سے اس طرح ملاقات کرنا کہ تو اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا ہو اور عبداللہ رض تیری طرف دیکھ کر مسکرا رہا ہو۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر ایک آدمی اس وقت یہ تمنا کر رہا تھا کاش یہ جنازہ میرا ہوتا —— انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت عبداللہ ذوالبجادین رض اپنی ہجرت کا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ میں جب مکہ سے چلا تھا۔ تو سورج اچھی طرح نکل آیا تھا یعنی کوئی آٹھ بجے کا وقت تھا۔ اور میں ظہر سے قبل پونے تین سو میل کا سفر پیدل طے کر کے مدینہ منورہ پہنچ گیا تھا

اس طرح کے اور بہت سے واقعات ملتے ہیں۔ کہ اللہ کریم نے ان کے لئے زمین کو ہی گول کر دیا۔ کہ سفر بہت ہی مختصر کر دیا اللہ تعالےٰ ہمیں بھی سچے عاشق نبوی بننے کی توفیق عطا فرماویں۔

حضرت عبداللہ ذوالبجادین رض جہاں روضہ پاک کے سامنے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ وہاں پر دروازہ بنا ہوا ہے جو کہ باب جبریلؑ کے برابر میں ہے۔ دروازہ بند ہے۔ اس پر لکھا ہوا ہے۔ "ھٰذا باب عبد اللہ ذوالبجادین" راقم نے زیارت کی ہے۔

●

# حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی

# مناظرانہ قابلیت و تبحر

جناب عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ

## حضرت امام مالکؒ کا اعتراف عظمت

### کمالات علمی

حضرت امام ابوحنیفہ شہنشاہِ علم اور دارائے فضل و کمال تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ہر دائرۂ علم میں فائق و نمایاں نظر آتے ہیں۔ تبحر و علمیت کا یہ حال تھا۔ کہ جو آپ کے سامنے آیا اور بحث کی، خواہ وہ کتنا ہی باکمال ہو آپ کی فضیلت و عظمت کا اعتراف کرکے اٹھا چونکہ اُس عہد میں درس کا ایک مخصوص طرز یہ تھا کہ باہم علمی مناظرے ہوتے تھے اور طلباء اساتذہ سے بھی فہم مطالب کے لئے مناظرے کرتے رہتے تھے۔ اس لئے آپ کو اس فن میں بھی کمال حاصل ہو گیا تھا۔ طبیعت میں نکتہ سنجی، ذہن میں جودت نظر میں غور اور دماغ میں سوچنے اور فکر کرنے کا مادہ پہلے سے موجود تھا۔ نہایت دقیق النظر، معاملہ فہم اور باریک بین واقع ہوتے تھے۔ اس پر حافظ بلا نہایت قوی، استاد میسر ہوئے یگانۂ روزگار، فضل و کمال میں محسود زمانہ بن گئے۔ طالب علمی میں یہ حالت تھی کہ جب اپنے اساتذہ سے مناظرے کرتے تھے تو وہ آپ کی وسعتِ نظر، روانیٔ طبع اور جودتِ ذہن دیکھ کر متحیّر اور بہت خوش ہوتے تھے اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ ان طالبانہ مناظروں کے اختتام پر انہوں نے آپ کی بہت حوصلہ افزائی کی ہے۔

حضرت عطاءؒ، شعبیؒ اور طاوسؒ فضلائے روزگار ہستیاں گذری ہیں اور ایک زمانہ نے ان کے کمالاتِ علمی کو سراہا ہے یہ آپ کے اساتذہ خاص تھے۔ مگر آپ نے ان کا پورا ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے ان سے بھی مناظرے کئے اور اس فن میں کمال پیدا کرکے اپنی دقیقہ سنج طبیعت سے بڑی بڑی نکتہ آفرینیاں پیدا کیں۔ جب آپ تعلیم سے فارغ ہوئے اُس وقت تو یہ حالت تھی کہ واقعی بڑے بڑے علماء آپ سے بحث کرتے ہوئے جی چراتے تھے۔ کمال یہ تھا کہ جو کہتے اور زبان سے فرماتے اُسے ثابت کرکے دکھا دیتے۔

جب آپ مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت امام مالکؒ کے سامنے حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کی نہایت تعظیم کی۔ اور عزت سے اپنے برابر بٹھایا اور جب یہ اُٹھ کر چلے گئے تو عبداللہ ابن مبارک سے کہنے لگے۔ جانتے ہو یہ کون شخص ہے یہ ابوحنیفہ عراقی ہیں جو (ستون کی طرف اشارہ کرکے) اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

## رفع یدین کے متعلق

## امام اوزاعیؒ سے مناظرہ

یہ الفاظ کسی عامی، کسی ارادتمند اور آپ کے کسی دوست یا شاگرد کے نہیں جنہیں حسنِ عقیدت پر محمول کیا جائے بلکہ حضرت امام مالکؒ کے ہیں جو خود امامِ وقت علامہ زمان اور مشہور و صاحب جماعت بزرگ گذرے ہیں اور جن پر ہرگز کوئی ایسا گمان نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت امام اوزاعیؒ سے آپ کو ایک دفعہ مناظرہ کا اتفاق ہو گیا۔ علامہ اقلیم شام کے مسلمہ امام اور فقہ میں مستقل مذہب کے بانی ہوئے ہیں اور جن پر ہرگز کوئی ایسا گمان نہیں کیا جا سکتا حضرت امام اوزاعیؒ نے ملتے ہی کہا کہ عراقی لوگوں کی حالت پر مجھے نہایت تعجب ہے۔ کہ وہ رکوع میں جاتے اور اس سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل رہا ہے۔ چنانچہ امام زہری نے سالم بن عبداللہ سے اور سالم بن عبداللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں رفع یدین کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہؒ نے جواب میں فرمایا۔ کہ مجھ تک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ابراہیم نخعی اور حمّاد کے ذریعہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان مواقع پر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اس پر امام اوزاعیؒ بولے۔ خوب، سبحان اللہ! میں تو زہری اور سالم بن عبداللہ کے ذریعہ سے حدیث بیان کر رہا ہوں اور آپ اس کے مقابلہ میں حمّاد۔ ابراہیم نخعی اور علقمہ کے نام لیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا۔ اس سے آپ کا کیا مطلب ہے۔ آپ کے رواۃ سے میرے رواۃ زیادہ فقیہ ہیں۔ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کے رتبہ سے تو آپ بھی واقف ہیں اس لئے ان کی روایت کو ترجیح ہے۔ اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ ظاہر بات تھی کہ فقیہ جو کچھ بیان کریں گے وہ محض نقل نہ ہوگی۔ بلکہ سمجھ کر تحقیق و تدقیق کے بعد کریں گے اور جو بات سمجھنے اور تحقیق کرنے کے بعد کی جائے گی وہ زیادہ معتبر ہوگی۔

## قرأت خلف امام پر بحث

اس واقعہ کی صحت اور اس مناظرہ کے وجوہ سے شافعیوں کو بھی انکار نہیں خود امام رازیؒ نے مناقب الشافعی میں اسے نقل کیا ہے مگر اس نکتہ چینی کے ساتھ کہ امام حنیفہؒ کی یہ توجیہہ درست نہ تھی اس لئے کہ ان معاملات میں تفقہ کو کوئی دخل نہیں۔ لیکن امام محمدؒ نے اپنی بحث میں جو کتاب الحج میں مذکور ہے۔ دوسرے طریقہ پر اس مناظرے پر نظر کی ہے اور لکھا ہے کہ ہماری روایت حضرت عبداللہ بن مسعود تک پہنچ کر منتہی ہوتی ہے اور شافعیوں کی حضرت عبداللہ بن عمر تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔

اب بحث یہ ہے کہ ان دونو بزرگوں میں فضیلت کا شرف کسے حاصل ہے؟ اور اس کی بناء پر کس کی روایت کو ترجیح دینا اور مرجح سمجھنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کو جیسا کہ متعدد حدیثوں میں موجود ہے

صف اوّل میں جگہ ملتی تھی اور عہد رسالت ہی میں اخیر عمر تک پہنچ چکے تھے۔ بخلاف ازیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اس وقت محض شباب تھا۔ اور یہ دوسری تیسری صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے اور وہاں انہیں جگہ ملتی تھی۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات و سکنات دیکھنے کے جتنے مواقع حضرت عبداللہ ابن مسعود کو حاصل تھے اتنے حضرت عبداللہ ابن عمر کو حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بھی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی اسی عظمت کی طرف اشارہ کیا تھا۔

اسی طرح ایک دفعہ بہت سے لوگ آپ سے قرأتِ خلفِ امام کے مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے آئے۔ فرمایا۔ خوب، مَیں اکیلا آدمیوں سے بحث کیونکر کر سکتا ہوں؟ مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی طرف سے اپنے میں سے کسی ایک شخص کو مجھ سے بحث و مناظرہ کے لئے منتخب کر لیں اور طے کر لیں کہ اُس کی تقریر پورے مجمع کی تقریر سمجھی جائیگی بات معقول تھی۔ سب نے منظور کر لیا اور ایک شخص کو اپنی طرف سے تقریر کے لئے منتخب کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا اور کہہ دیا کہ اس کی تقریر ہماری سب ہی کی تقریر سمجھی جائے گی۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے اپنے اس عمل ہی سے بحث کا خاتمہ کر دیا۔ جس طرح آپ نے ایک شخص کو اپنی طرف سے بحث کے لئے مختار بنا دیا اسی طرح امام نماز میں تمام مقتدیوں کی طرف سے مختار ہوتا ہے۔ یہی نہیں کہ آپ نے محض عقلی طور پر یہ شرعی مسئلہ طے کر دیا بلکہ ان کے خاموش ہو جانے کے بعد آپ نے یہ حدیث بھی پڑھی۔ فَقِرَاۃُ الْاِمَامِ قِرَاۃٌ لَہٗ

## ضحاک خارجی سے مناظرہ

امام ابوحنیفہؒ کی یہ خصوصیت تھی۔ کہ آپ مشکل سے مشکل مسئلہ کو ایسے عام فہم طریق پر لوگوں کو سمجھا دیتے تھے کہ مخالف کو پھر کوئی گنجائش باقی نہ رہتی تھی۔ آپ کو ایک مرتبہ خارجیوں کا مشہور سردار ضحاک عہد بنی امیہ میں کوفہ پر قابض و مسلط ہو گیا شمشیر بکف آپ کے سامنے آیا اور تلوار دکھا کر آپ سے کہا توبہ کیجئے۔ فرمایا۔ بتائیے تو۔ کس امر سے توبہ کروں؟ بولا اس عقیدے سے کہ حضرت علیؓ نے قضیہ امیر معاویہؓ میں ثالثی مان لی تھی اور ان کا یہ فعل و عمل درست تھا حالانکہ جب وہ حق پر تھے تو انہیں ثالثی تسلیم ہی نہ کرنا چاہئے تھی۔

فرمایا کہ اگر آپ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہیں تو اور بات ہے قتل کر دیجئے لیکن اگر تحقیق مقصود ہے تو بحث و تقریر کی اجازت دیجئے۔ ضحاک نے کہا۔ نہیں۔ مَیں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ اگر باہمی بحث سے مناظرہ طے نہ ہوا تو کیا ہوگا۔ بولا۔ دونو ایک شخص کو پنچ قرار دے لیتے ہیں۔ چنانچہ ضحاک نے اپنے ہی آدمیوں سے ایک پنچ مقرر کر لیا تاکہ وہ دونو فریق کی صحت و غلطی کا فیصلہ کرے۔ اس انتخاب کے بعد آپ نے ضحاک سے کہا۔ حضرت علیؓ نے اور کیا کیا تھا؟ انہوں نے بھی بالکل وہی کیا تھا جو آپ اس وقت خود کو حق پر سمجھتے ہوئے کر رہے ہیں۔ یہ سن کر ضحاک دم بخود ہو گیا۔ اور خاموش اٹھ کر چلا گیا۔

اس طرح اسی ضحاک نے ایک دفعہ کوفہ میں داخل ہو کر قتل عام کا حکم دے دیا۔ آپ نے جو سنا اٹھے اور جلدی سے ضحاک کے پاس پہنچ کر کہا کہ آخر کوفہ والوں کو کس ظلم میں یہ سزا دی جا رہی ہے؟ بولا یہ سب کے سب مُرتد ہو گئے ہیں۔ فرمایا کیا پہلے ان کا کوئی اور مذہب تھا جسے انہوں نے ترک کر دیا ہے یا پہلے ہی سے یہی مذہب رکھتے ہیں۔ ضحاک یہ سن کر بولا یہ آپ نے کیا فرمایا؟ پھر تو کہئے۔ آپ نے ذرا تفصیل سے بیان کیا تو بولا۔ واقعی میری غلطی تھی۔ اور اُسی وقت تلواریں نیام میں کرنے کا حکم صادر کر دیا۔

یہی وجہ تھی کہ مناظرہ میں کوئی آپ کے سامنے نہ ٹھیر سکتا تھا اور سب آپ سے مناظرہ کرتے ہوئے جی چراتے تھے۔

## حضرت قتادہ کا عجز

حضرت قتادہ بصریؒ بہت بڑے محدّث اور مشہور تابعی گذرے ہیں۔ بلا کا حافظہ پایا تھا۔ احفظ الناس کے لقب سے لوگوں میں مشہور ہو گئے تھے کوفہ میں آئے تو اعلان کیا کہ جسے کوئی مسئلہ پوچھنا ہو بلا تکلف میرے سامنے آ کر پوچھے۔ مَیں ہر مسئلہ کا جواب دوں گا۔ بڑا مجمع ہو گیا لوگ آتے اور مسائل دریافت کر کے چلے جاتے۔ امام ابوحنیفہؒ بھی پہنچ گئے۔ اور مجمع میں کھڑے ہو کر حضرت قتادہ سے پوچھا کہ ایک شخص سفر میں گیا تھا دو برس کے بعد اس کے مرنے کی خبر آئی۔ اس پر اُس کی بیوی نے دوسری شادی کر لی اور اُس سے اولاد بھی ہوئی۔ چند روز کے بعد وہ پہلا شخص واپس آ گیا اُسے انکار ہے کہ عورت کی جو اولاد ہے وہ میری اولاد نہیں ہے بخلاف ازیں دوسرا شخص صاف طور پر کہہ رہا ہے کہ اولاد میری ہے۔ اب فرمایئے۔ کہ دونوں کا عائد کردہ الزام صحیح ہے یا صرف اس کا جو اولاد کے اپنی ہونے سے انکار کر رہا ہے"۔ قتادہ نے آپ سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے؟ فرمایا نہیں واقعہ تو نہیں ہوا مگر علماء کو تو اس قسم کے جوابات کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔

## جامعہ قاسمیہ لائلپور کا سالانہ اجلاس

مؤرخہ ۲۴/۲۵/۲۶ ستمبر بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوگا جس میں مولانا عبیداللہ صاحب انورؔ، مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب میاں چنوں۔ مولانا سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری۔ مولانا مفتی محمود صاحب۔ علامہ دوست محمد صاحب قریشی مولانا تاج الدین صاحب۔ مولانا محمد اجمل صاحب۔ مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری۔ حافظ عطاءاللہ صاحب سید امین گیلانی صاحب۔ احمد بخش صاحب چشتی و دیگر علماء و شعراء شرکت فرمائیں گے۔ (عبدالحی عابد)

عبدالاعلیٰ بیگ لاہور سے ملتان چلے گئے ہیں۔ آئندہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کی جائے۔
مکتبہ اعلیٰ محلہ سادات بیرون دہلی گیٹ ملتان

## بقیہ: خطبہ جمعہ

یہ مسلمہ امر ہے سے

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

دیکھو! تمہارے پاس جو کچھ مال و دولت ہے جہاد پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پھر اس پر غور نہ کرو کہ سفر قریب کا ہے یا دور کا۔ گھروں سے نکل کھڑے ہو اور جدھر کو امیر قوم لے چلے ادھر ہی چلو۔ یاد رکھو! مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اللہ کی رضاء کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دے۔

## جہاد سے جی چرانا

## علامت نفاق ہے

لَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ط وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ o

اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ ارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِیْ رَیْبِهِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ o

رپ ۱۰ سورہ توبہ آیت ۴۴۔۴۵

ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں وہ تم سے رخصت نہیں مانگتے اس سے کہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اور اللہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔ تم سے رخصت وہی مانگتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں سو وہ اپنے شک میں بھٹک رہے ہیں۔

### حاشیہ شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز

ایماندار تو جہاد سے جی نہیں چراتے ہاں منافق مزاج حیلے بہانے سے بچنا چاہتے ہیں۔

برادران اسلام! ان آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے کہا گیا ہے کہ اے میرے پیارے رسول جن لوگوں کے دلوں میں اسلام کی تڑپ ہے۔ جن کے دل نور ایمان سے معمور ہیں وہ تو نعرہ جہاد سن کر سیدھے پرچم اسلام کے نیچے پہنچ جائیں گے۔ مگر جو مذبذب اور ضعیف الایمان ہوتے ہیں وہ آتے اور اجازتیں طلب کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے حضور میں بیمار ہوں، بال بچے بھی بیمار پڑے ہیں، کیا میں ایسی حالت میں خدمت جہاد سے معذور نہیں ہوں۔ یا کوئی یوں کہتا ہے کہ یا رسول اللہ! میں میدان جنگ میں جانے کو سخت بے تاب ہوں مگر میرے پاس نہ سواری ہے۔ نہ سلاح جنگ۔ بتایئے کیا کروں۔ پاپیادہ اور خالی ہاتھ نکلنا مصلحت کے خلاف ہے اور گویا مفت میں موت کا شکار بننا ہے پس جان لیجئے یہ اجازتیں طلب کرنے والے دلوں میں شکوک و شبہات رکھتے ہیں اور مذبذب و متردد ہیں اور ان میں سے بعض منافق ہیں۔

---

## بقیہ: اداریہ

روزنامہ "کوھستان" میں مرکزی جمعیت اتحاد القراء پاکستان کے جنرل سیکرٹری نے اس صورت حال کی عکاسی کی ہے اور اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے جاری کردہ اساتذہ کے ریفریشر کورس کو اپنے تدریسی تجربہ کی بناء پر ان الفاظ میں ہدف تنقید بنایا ہے:۔

"محکمہ تعلیم کی طرف سے سکولوں میں قرآن کریم کی تعلیم دینے والے اساتذہ کو "ریفریشر کورس" کے ذریعے قرآن پاک پڑھانے کی تربیت دینے کی سکیم غیر مؤثر ثابت ہو گی اور اس سے کوئی خاطرخواہ نتیجہ نہیں نکلے گا۔ کیونکہ پورے صوبے کے پرائمری، مڈل، اور ہائی سکولوں کے اساتذہ کی بہت بڑی تعداد سرے ہی سے قرآن کی تعلیم سے نابلد ہے۔ باقی ماندہ تعداد میں سے اکثریت ایسے اساتذہ حضرات کی ہے جو ناظرہ خواں ہونے کے باوجود صحیح تلفظ تک ادا نہیں کر سکتے۔ ان حالات میں چند دن کے لئے ریفریشر کورس کا انعقاد کیونکر مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ حضرات جو خود قرآن کریم کے تلفظ کی صحیح ادائیگی سے قاصر ہیں۔ قوم کے نونہالوں کو کس طرح صحیح قرآن پڑھا سکیں گے۔ اندریں حالات اسکولوں میں قرآن کریم پڑھانے کا معقول اور مناسب انتظام اس وقت تک قطعی ناممکن ہے۔ جب تک کہ دوسرے مضامین کی طرح قرآنی تعلیم کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے ان آسامیوں میں قرآنی علوم یعنی علم قرأت، علم رسم الخط اور علم اوقاف کے ماہر، مستند قاریوں کا تقرر عمل میں نہیں لایا جاتا۔"

بہرحال یہ کیفیت مدارس میں قرآن کریم کی ناظرہ تعلیم کی ہے۔ اور اسی سے آپ مدارس کے شغف قرآن کا اندازہ کر سکتے ہیں سے

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

ظاہر ہے یہ پود جو ریڈیو پر فحش گانے تو دن رات سنتی ہے۔ اور جسے اسکولوں میں اب ناچ اور گانے کی تعلیم بھی ملنے لگی ہے۔ کیونکر اسلامی رنگ میں رنگی جا سکتی ہے۔

چنانچہ آج جب کہ نئی پود میں بے راہ روی اور بے دینی کے جراثیم پوری تیزی کے ساتھ سرائت کر رہے ہیں ہم حکومت پاکستان سے خدا و اسلام اور پاکستان کے تحفظ و بقاء کے نام پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ خلاف اسلام سرگرمیوں کا قلع قمع کرے اور مدارس میں علوم جدیدہ کے ساتھ ساتھ کتاب و سنت کی تعلیمات کا بھی خاطر خواہ انتظام کرے ہمیں اپنے صدر مملکت سے توقع ہے کہ جس طرح انہوں نے اپنے دیگر مواعید کو پورا کرنے کے لئے عملی اقدام کئے ہیں اسی طرح اس ملک میں اسلام کو بالادستی دلانے کے لئے بھی وہ ٹھوس اور بھرپور قدم اٹھائیں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر وہ دستور اسلامی نافذ کرنے اور معاشرہ کو اسلامی رنگ میں ڈھالنے کے لئے اقدام کرنے میں کامیاب ہو گئے تو نہ صرف تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا اور پاکستان دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے گا۔ بلکہ اللہ کی نصرتیں بھی پاکستان کے شامل حال ہو جائیں گی اور یہ ملک ہر میدان میں سربلند و سرفراز رہے گا۔

---

## کارپردازان اومنی بس کی خدمت میں

کوٹ عبدالمالک لاہور سے ۷ میل کے فاصلہ پر نئی بستی آباد ہوئی ہے۔ اور اس کی آبادی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ وہاں اکثر مزدور پیشہ لوگ آباد ہیں اور مزدوری کے لئے لاہور آتے

ہیں - ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہاں اومنی بس کی کوئی گاڑی ۲ بجے کے بعد نہیں جاتی - آخری بس ۲ بجے جاتی ہے جس کے بعد اس بستی کے مزدور پیشہ اورغریب لوگوں کو عام بسوں میں تیرہ آنے (شیخوپورہ کا کرایہ) ادا کر کے اپنے گھروں کو واپس جانا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک عام مزدور پیشہ آدمی پر جو سارے دن میں دو روپیہ کماتا ہے، بہت بڑا بوجھ ہے - اس لئے ہم کارپردازان اومنی بس کی خدمت میں اس علاقہ کے لوگوں کی طرف سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ بسوں کے اوقات میں تبدیلی فرما دیں - اور آخری بس کم از کم ۷ بجے لاہور سے جائے - امید ہے کہ ہماری اس درخواست کو شرفِ قبولیت بخش کر کارپردازان اومنی بس عنداللہ اور عندالناس ماجور ہوں گے۔

## بقیہ : مجلس ذکر

اپنے مالکِ حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو۔ تو لازم ہے کہ اُس کو اتباعِ محمدیؐ پر کس کر دیکھ لے۔ سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔ جو شخص جس قدر حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلتا اور آپؐ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعلِ راہ بناتا ہے اُسی قدر سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی محبت کے دعوے میں سچا اور کھرا ہے - اور جتنا اس دعوے میں سچا ہوگا۔ اتنا ہی حضورؐ کی پیروی میں مضبوط اور مستعد پایا جائے گا جس کا پھل یہ ملے گا۔ کہ حق تعالےٰ اس سے محبت کرنے لگے گا - اور اللہ کی محبت اور حضورؐ کے اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے - اور آئندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیاں مبذول ہوں گی۔

محترم حضرات! ہمیں اپنے دل ٹٹول کر دیکھنے چاہئیں کہ ہم زبانی کتنے دعوے کرتے ہیں اور عملاً کتنے اس کے خلاف کر رہے ہیں۔ کس قدر حقوق اللہ کو پامال کیا جا رہا ہے۔ عقیدہ ہمارا کچھ ہے اور عمل ہمارا کچھ ہے۔

یاد رکھیں۔ جب عقیدہ اور عمل ایک ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی اور کھری محبت ہوگی۔ تب نجات ہوگی۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو کثرت سے ذکر اللہ کرنے اور گناہوں سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین!

# تبصرہ

★ —— حافظ نور محمد انور

نام کتاب : عبقات من باب الاستفسارات
تصنیف : حضرت علامہ خالد محمود صاحب ایم' اے
ضخامت : ۴۰۰ صفحات سائز : ۲۲×۱۸/۸
کاغذ سفید، کتابت و طباعت اعلیٰ سرورق خوبصورت
قیمت مجلد : پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک۔
ملنے کا پتہ : دار التصنیف والاشاعت ۱۴-بی شاہ عالم لاہور

عبقات من باب الاستفسارات ان استفسارات کا مجموعہ ہے جو مرکز تنظیم اہلسنت پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ "دعوت" لاہور میں دو سال تک مسلسل شائع ہوتے رہے۔ قارئین "دعوت" کے اصرار پر حضرت علامہ صاحب نے ان تمام استفسارات کو یکجا جمع کرکے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے کتاب کے آغاز میں مرکز تنظیم اہل سنت پاکستان کے پلیٹ فارم کا مختصر تعارف اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی، حضرت مولانا علامہ عبدالکبیر صاحب شیخ الحدیث حضرت بل، حضرت مولانا اطہر علی صاحب کشور گنج، حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک اور حضرت مولانا شمس الحق صاحب جیسور کی آراء درج ہیں۔

حضرت علامہ صاحب کی ذات گرامی علمی اور دینی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں - اور باب الاستفسارات کا ایک ایک لفظ حضرت علامہ صاحب کی ذہانت کا آئینہ دار اور ان کے تبحر علمی کا ترجمان ہے اس کو پڑھ کر اُلجھے ہوئے مسائل کا قدرتی اور علمی و تحقیقی سلجھاؤ سامنے آ جاتا ہے - اہل ذوق حضرات آج ہی خط لکھ کر مندرجہ بالا پتہ سے منگوا لیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا

---

نام کتاب : رہنمائے فن اشتہار
تصنیف : شیخ عبدالمالک
صفحات ۲۵۶ - سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید کتابت طباعت اعلیٰ - سرورق خوبصورت سہ رنگا -
قیمت : مجلد تین روپے پچاس پیسے علاوہ محصول ڈاک
ناشر : آئینہ ادب چوک مینار انار کلی لاہور

اس کتاب میں اشتہار دہی کی نوعیت کی تمام تفاصیل درج ہیں۔ شیخ صاحب نے بیس فصلوں میں تمام تجارتی امور وغیرہ پر مفصل روشنی ڈالی ہے -

آج کل عام کاروباری حضرات کو صحیح معنوں میں کاروبار کو ترقی دینے کے گُر نہیں آتے - اور اکثر تجارتی ادارے اس فن سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے فیل ہو جاتے ہیں - کاروبار چلانے سے قبل کاروبار سے متعلق تمام امور کی واقفیت ضروری ہونی چاہئے رہنمائے فن اشتہارات میں ہر ایک تجارتی امور پر شیخ صاحب نے سیر حاصل تبصرہ کیا ہے - شیخ صاحب اس سے قبل بھی علم تجارت پر کئی کتابیں لکھ کر ملک میں مقبول ہو چکے ہیں - ہر دکان اور ہر تجارتی ادارے میں اس کتاب کا ہونا اشد ضروری ہے -

## داتہ ضلع ہزارہ میں
## مدرسہ ترتیل القرآن کا قیام

ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ شہر داتہ میں جامع مسجد زیریں کے ساتھ تعلق رکھنے والے مسلمانان اہل سنت والجماعت نے اپنے نامساعد حالات کے باوجود پورے اعتماد و اتفاق کے ساتھ مجلس ترتیل القرآن کے نام سے ایک کمیٹی اور اس کمیٹی کے ماتحت ایک مدرسہ ترتیل القرآن قائم کر لیا ہے - مدرسہ میں بچوں کی تعداد چونسٹھ تک پہنچ چکی ہے - قاری غلام حسین صاحب مدرس اعلیٰ کے حسن کارکردگی سے بچوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے - جس کی وجہ سے مزید ایک مدرس کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی ہے - مندرجہ ذیل چند باتیں انتہائی خوش کن اور حوصلہ افزا ہیں :-

۱- کمیٹی کے ارکان میں سے ہر ایک کو دوسرے پر پورا پورا اعتماد ہونے کی بنا پر آپس میں کامل اتحاد اور اتفاق ہے - (۲) ہر ایک رکن مدرسہ کی ترقی کے لئے پوری جانفشانی خلوص و للّٰہیت کے ساتھ والہانہ طور پر مصروف ہے (۳) کمیٹی کے ارکان ہر کام قوم کے مشورہ سے کرتے ہیں - (۴) قاری صاحب کے حقوق کا کماحقہ لحاظ رکھا جاتا ہے (۵) مدرسہ و مسجد کے اخراجات کے لئے آمد و خرچ کے متعلق قوم کے ایک پیسہ پیسہ کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا ہے -

مدرسہ کی مالی حالت بہتر بنانے کے لئے اہل خیر اور ہمدرد حضرات سے تعاون کی مخلصانہ اپیل ہے -

غلام ربانی جنرل سیکرٹری مجلس ترتیل القرآن
داتہ ضلع ہزارہ

## مفت

مناقب حضرت امیر معاویہؓ ۷ پیسے کے ٹکٹ بھیج کر ادارہ نصرت الاسلام ۱۴-بی شاہ عالم لاہور سے مفت حاصل کریں۔

# لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ

حضرت شاہ صاحب مدظلہٗ نے یہ بیان دے کر نہ صرف اپنی بلکہ تمام علمائے دیوبند کے خیالات وجذبات کی ترجمانی کی ہے۔اس سلسلہ میں تمام علمائے دیوبند حضرت شاہ صاحب کے مؤید اور ہمنوا ہیں ــــ نقّر

مجھے متعدد مقامات سے یہ اطلاع ملی ہے کہ بعض مقررین اپنے جلسوں میں حضرات علماء دیوبند کے خلاف عموماً اور راقم اور رفیقِ محترم مناظرِ اعظم حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہٗ کے خلاف خصوصاً کہتے پھرتے ہیں۔ کہ یہ (۱) یزید کے حامی ہیں۔ ۲۔ حضرت حسینؓ کے مخالف ہیں۔ ۳۔ انہیں مظلوم، شہید اور صحابی نہیں سمجھتے۔ ضمیمہ انہوں نے ۴۔ "رشید ابن رشید" کتاب لکھی ہے۔ ۵۔ لکھی نہیں تو لکھائی ہے ۶۔ لکھائی نہیں تو اس کی تصدیق و تائید کی ہے ـــــ ! اس قسم کے خرافات کی سند میں وہ "خلافتِ رشید ابنِ رشید" کتاب بھی منبر پر دکھاتے پھرتے ہیں۔ (حالانکہ یہ کتاب حکومت کی طرف سے ضبط شدہ ہے اور اس کی اشاعت ممنوع اور جرم ہے)۔

## احباب کی دلآزاری

بفضلہ تعالےٰ ہر جگہ علمائے دیوبند اور تنظیم اہل سنّت سے وابستہ ومتعلق حضرات موجود ہیں۔ ہمارے خلاف اس قسم کی ایمان سوز اور اشتعال انگیز باتیں سن کر ان کی دلآزاری ہوئی۔ اور انہوں نے پریشان ومضطرب ہو کر ہم سے رجوع کیا اور حقیقتِ حال دریافت کی۔

## لِہٰذا

مَیں اعلان کرتا ہوں کہ ھم جمیع مبلّغین واراکین "تنظیم اہلسنت":—
۱۔ نہ یزید کے حامی ہیں۔ ۲۔ نہ سیّدنا حسینؓ کے مخالف ہیں۔ ۳۔ نہ انہیں شرفِ شہادت وصحبتِ رسولؐ سے محروم جانتے ہیں۔ ۴۔ اور نہ ہی ہم نے "خلافتِ رشید ابنِ رشید" کتاب لکھی ہے۔ ۵۔ نہ لکھائی ہے۔ ۶۔ اور نہ ہی اس کی تصدیق وتائید کی ہے۔

## حقیقتِ حال

درحقیقت یہ سارا دینی کام اور تبلیغی میدان میں ہمارے شکست خوردہ حریف و مقابل "حضرات" کا غلط پروپیگنڈا ہے جو ان "شریفوں" نے تقریر وبیان اور تبلیغ وخطاب کے میدان میں شکستِ فاش کھا کر ہمارے خلاف شروع کر رکھا ہے۔ کل تک یہ غلط پروپیگنڈا، الزام وافتراء اور سبّ وتبرّا کی یہ ناپاک مہم ہمارے اکابر واسلاف کے خلاف برپا رہی تھی مگر ہے کہ آج ان حضرات کا تو دامن چھوڑا اور سٹیج پر انہیں گالیاں دینے کی بجائے ہمارے خلاف افک وبہتان کا طوفان اٹھا رکھا ہے۔

## ایک نکتہ

اگر عامۃ المسلمین یہ نقطہ بخوبی سمجھ لیں تو ہم سمجھیں گے ہمیں اپنے خلاف اس مہم کا اجر مل گیا۔ کہ :—

اگر ان اہل باطل کے پاس حق ہوتا تو یہ سٹیج پر مسلک حقہ کی حمایت میں ہمارے دلائل وبراہین کا علمی جواب دیتے، نہ کہ اس میدان سے راہِ فرار اختیار کر کے ہمارے بزرگوں کو نشانۂ سبّ وشتم اور ہدفِ طعن وتبرّا بناتے، ان کی تکفیر وتوہین کرتے یا ہمارے خلاف بہتان طرازی وافترا پردازی کرتے کیا ہمارے کسی بزرگ نے یا ہم میں سے کسی نے ان "شریفوں" کے بزرگوں یا خود ان "شریفوں" کا نام بھی کبھی اپنی کسی تقریر میں لیا ہے؟ یا ان کے ذاتی کردار کی کوئی نشاندہی کی ہے؟ جن کے پاس حق ہے وہ حق بیان کرتے رہیں گے اور اہل باطل، اہل حق کی پگڑی اچھالنے میں مصروف ومنہمک رہیں گے!

## دوسرا نکتہ

اگر یہ "شریف" اپنے بیان میں مخلص ہوتے تو کتاب اور کتاب کے مصنّف کے خلاف "گوہر افشانی" فرماتے۔ کیا مسلمان بھائی اس نکتہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے کہ یہ لوگ کتاب کے مصنّف کا تو نام تک نہیں لیتے۔ مضامین مندرجہ کے خلاف ایک حرف زبان پر نہیں لاتے۔ اور کتاب ہاتھ میں لے کر پھیپھڑے اور گلے کا سارا زور راقم اور حضرت تونسوی مدظلہٗ کے خلاف لگا دیتے ہیں جن کا کتاب سے کوئی واسطہ ہے نہ مصنّف سے کوئی تعلّق! کیا یہ صورتِ حالات اس حقیقت کا کافی ثبوت نہیں کہ یہ لوگ دیہات میں جا کر (جہاں کے اکثر غیر تعلیم یافتہ اور سادہ لوگ حقیقت حال تک نہیں پہنچ سکتے اور گمراہ کن پروپیگنڈا کا جلد شکار ہو جاتے ہیں) اس کتاب کو ہمارے خلاف محض ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اور یہ بیچارے دلائل کے میدان میں بُری طرح مار کھا کر اس طرح ہم سے اپنی شکست کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔

## ہمارے عقائد

مَیں واضح طور پر اعلان کرتا ہوں کہ ـــ ہم سیّدنا حسینؓ اور یزید کے مقابلے میں نہ یزید کے حامی ہیں اور نہ سیدنا حسینؓ کے مخالف، ہم آپ کے اعدا ٔ ومخالفین کو ملعون ومردود سمجھتے ہیں۔ درحقیقت سیدنا حسینؓ اور یزید کی شخصیت میں موازنہ وتقابل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یزید، حسینؓ کی خاکِ پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور لاکھ یزید بھی جمع ہوں تو مرتبہ میں ایک حسینؓ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ سیدنا حسینؓ نہ صرف حضور علیہ السلام کے صحابی ہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ قلب وجگر ہیں۔ آپؓ کی محبت حضورؐ کی محبت ہے اور آپؓ سے بغض وعداوت حضورؐ سے بغض وعداوت ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ آپؓ مظلومیت کے پیکر ہیں اور دشتِ کربلا میں انتہائی بیدردی وسنگدلی سے شہید کئے گئے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

## اعلانِ برأت

مَیں غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ۔ ہم نے کتاب "خلافتِ رشید ابنِ رشید" کی قطعاً کوئی تصدیق وتائید نہیں کی نہ اس کے مضامین ومندرجات سے ہمارا کوئی تعلق ہے۔ اس میں جو باتیں صحیح ہیں، صحیح ہیں اور جو مسلک حقہ اہلسنت کے خلاف ہیں ہم ان سے بری وبیزار ہیں۔

## حقیقت کیا ہے؟

حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اس کتاب کے مصنّف محمد دین صاحب بٹ نے کتاب کی اشاعت سے ایک مدّت پہلے ملک کے اکابر علماء سے ایک مکتوب کے ذریعہ یزید کی ذات سے متعلق استفسار کیا۔ واضح ہو کہ اس مکتوب میں کتاب کی تصنیف واشاعت کا تذکرہ تو کیا، اشارہ تک نہ تھا۔ جن علماء سے استفسار کیا گیا وہ نہ صرف تنظیمی تھے اور نہ صرف دیوبندی تھے ان میں تنظیمی، غیر تنظیمی، دیوبندی، غیر دیوبندی، مثلاً مولانا عبدالستار صاحب تونسوی، مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی، مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ناظمِ اعلیٰ جمعیتہ اہلحدیث مغربی پاکستان (گوجرانوالہ) اور مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب (کراچی) بھی شامل تھے۔ علماء کرام نے اس مکتوب کا جواب بٹ صاحب کو لکھ دیا۔ بٹ صاحب نے چھبیس ۲۶ علماء کرام کے جوابات ان سے اجازت لئے بغیر اپنی کتاب میں شائع کر دئے، ان میں ایک جواب میرا بھی ہے۔

## اربابِ دعوت وارشاد کی دیانت

بٹ صاحب نے ان جوابات کو علماء کرام کی اجازت کے بغیر تو شائع کیا مگر خیانت نہیں کی اور دیانتداری سے لکھ دیا کہ علماء کی یہ تحریریں میرے مکتوب کے جواب میں ہیں۔ انہوں نے اپنا وہ مکتوب بھی ان جوابات کے شروع میں نقل کر دیا۔ بٹ صاحب نے محض لوہے کا دکاندار ہو کر تو دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا مگر شرعِ محمدیؐ کے ان ٹھیکیداروں نے بایں جُبّہ ودستار منبر رسولؐ پر ہمارے خلاف بددیانتی، دروغ بافی، غلط بیانی، بہتان طرازی اور افترا پردازی کا جو بدترین مظاہرہ کیا اس پر سوائے اس کے میں کیا عرض کر سکتا ہوں کہ

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ!

سیّد نور الحسن بخاری۔ صدر تنظیم اہلسنت پاکستان۔ (دفتر تنظیم اہلسنت پاکستان ملتان شہر)

## اطلاعات و اعلانات

### حضرت امیر شریعتؒ کی یاد میں
### عظیم الشان
### جلسہ

خطیب اعظم سید الاحرار حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں مرکزی مجلس خدام صحابہ پاکستان ملتان کے زیر اہتمام اواخر اگست میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک کے بلند پایہ خطیب و راہبر شریعت کے قدیم رفقاء مرحوم کی انقلابی سیرت مجاہدانہ کارناموں اور دینی و تبلیغی مشن پر اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار فرما کر مرحوم کی روح کو خراج عقیدت پیش کرینگے
ایم ۔ یزدانی ناظم دفتر مرکزی

۲۷ر اگست بروز جمعہ بعد از نماز عشاء میدان طیب مسجد نواں کوٹ ۔ مقابلہ شاپ ۔ ملتان روڈ لاہور ۔ زیر صدارت حضرت مولانا رسول خاں صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ منعقد ہو رہا ہے ۔ جس میں حضرت مولانا عبد الشکور صاحب دین پوری تقریر فرمائیں گے ۔ اور قاری غلام فرید صاحب تلاوتِ کلام پاک فرمائیں گے ۔



## بقیہ : بچوں کا صفحہ

کو علم سے بہت محبت تھی ۔ وہ خود بھی عالم تھا اور علماء کا بھی بہت احترام کرتا تھا ۔ اس نیک دل بادشاہ کے دو شہزادے تھے ۔ ایک شہزادے کا نام امین تھا اور دوسرے شہزادے کا نام مامون تھا ۔ بادشاہ نے دونو شہزادے علم حاصل کرنے کے لئے ایک فضائی عالم کے حوالے کئے تھے ۔ دونو بھائی روزانہ بلاناغہ اپنے استاد سے سبق پڑھ کر واپس آ جاتے تھے ۔ ایک دن دونو بھائیوں میں اس بات پر جھگڑا ہو گیا کہ استاد کے جوتے کون سیدھے کرے ۔ امین چاہتا تھا کہ استاد کے جوتے میں سیدھے کروں، مامون چاہتا تھا کہ یہ شرف مجھے نصیب ہو ۔

استاد نے دونو شہزادوں کو جھگڑتے دیکھا تو اپنے پاس بلایا اور پوچھا تم کیوں جھگڑتے ہو ۔ دونو نے اپنے جھگڑے کی وجہ بتائی ۔ استاد نے دونو شہزادوں کو یہ فیصلہ سنایا کہ ایک جوتے کو ایک شہزادہ سیدھا کرے اور دوسرے جوتے کو دوسرا شہزادہ سیدھا کرے ۔ چنانچہ دونو شہزادے اس فیصلے پر خوش ہو گئے ۔ اور ان کی لڑائی ختم ہو گئی ۔

سبق پڑھ کر دونو شہزادے اپنے محل میں چلے گئے اور اپنے باپ ہارون الرشید کو اس لڑائی کی کہانی سنائی ۔ ہارون الرشید نے یہ کہانی سنی تو شہزادوں کے استاد کو دربار میں بلایا ۔ جب استاد دربار میں ہارون الرشید کے سامنے گیا تو اسے ڈر ہوا کہ کہیں بادشاہ میرے فیصلے سے ناراض نہ ہو گیا ہو ۔ ورنہ میری خیر نہیں ۔ بادشاہ نے شہزادوں کے استاد سے پوچھا ۔ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے ؟

استاد نے کہا ۔ بادشاہ سلامت اس وقت آپ کی عزت سے بڑھ کر کس کی عزت ہو سکتی ہے ؟ بادشاہ نے کہا ۔ یہ درست نہیں ۔ بلکہ مجھ سے بھی بڑھ کر وہ شخص عزت والا ہے جس کے جوتے سیدھے کرنے کے لئے شہزادے آپس میں لڑتے ہیں ۔

دیکھو بچو ! اتنا بڑا بادشاہ جس کی حکومت بائیس لاکھ مربع میل سے بھی زیادہ دور تک پھیلی ہوئی تھی وہ بھی اپنے آپ کو علم والے (استاد) سے کم عزت والا سمجھتا ہے ۔ آؤ بچو ! ہم بھی یہ عہد کریں کہ آئندہ اپنے استاد کا ایسا ہی ادب کریں گے ۔

# ہمسایہ کے حقوق

محمد طاہر جالندھری لاہور

پیارے بچو! اعمال الصالحین اور تاریخ کی دیگر کتب میں ایک دلچسپ واقعہ نقل ہوا ہے۔ آج کی محفل میں ہم آپ کو وہ سچا واقعہ سناتے ہیں جس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہمسایہ کی مدد کرنا اور بر وقت اس کی خبرگیری کرنا خدا تعالےٰ کے نزدیک کتنی پسندیدہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج سے فارغ ہو کر چند ساعت کے لئے سو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ہیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے سوال کیا کہ امسال کتنے لوگ حج کو آئے؟ جواب ملا۔ چھ لاکھ۔ پھر اس نے سوال کیا کہ کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا۔ کسی کا بھی نہیں۔ جب میں نے یہ سنا تو سخت مضطرب ہوا کہ اے خدا! یہ کیا ماجرا ہے کتنی دور دراز سے لوگ تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھاتے ہوئے حج کو آئے اور کسی کا بھی حج قبول نہیں کیا۔ اتنے میں ایک فرشتہ بولا۔ البتہ ایک شخص علی بن الموفق کی بدولت ان سب کو بخش دیا گیا ہے اور باوجودیکہ وہ حج کو نہیں آیا اسے حج مقبول کا ثواب عطا کیا گیا ہے۔ دوسرے فرشتے نے کہا کہ وہ شخص کہاں ہے؟ پھر جواب ملا کہ وہ موچی ہے اور دمشق میں رہائش پذیر ہے۔ جب میں نے یہ گفتگو سن لی تو میری آنکھ کھل گئی اور اس شخص کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ دمشق جا کر اس کا گھر معلوم کیا۔ آواز دی تو اندر سے پچاسی چھیاسی برس کا ایک بوڑھا شخص نکلا۔ میں نے کہا کہ مجھے آپ سے چند باتیں کرنی ہیں اس نے کہا۔ فرمایئے۔ میں نے کہا آپ کیا کام کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔ پارہ دوزی کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں نے خواب کا تمام واقعہ اور یہاں تک آنے کی وجہ بتائی۔ اس نے کہا۔ آپ کا کیا نام ہے؟ میں نے کہا عبداللہ بن مبارک۔ یہ سن کر اس نے زور سے ایک نعرہ بلند کیا۔ اور غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا تو میں نے سوال کیا کہ آپ مجھے اپنے حالات سے باخبر فرمائیں۔ اس نے کہا کہ مجھے عرصہ تیس سال سے حج کی آرزو تھی۔ چونکہ غریب تھا اس لئے بروقت تو جا نہ سکتا تھا البتہ اسی شوق کے تحت اپنی روزانہ کمائی سے تیس سال تک رقم جمع کرتا رہا۔ چنانچہ تین ہزار درہم جمع کر لئے۔ خود کو با استطاعت پا کر اس سال جب حج کی تیاری میں مصروف تھا تو ایک روز میری بیوی نے جو کہ حاملہ تھی۔ مجھے کہا کہ آج ہمسایوں کے ہاں سے طعام کی بو آ رہی ہے میں تو طعام بنا نہیں سکتی جاؤ ہمسایہ کے ہاں سے کچھ مانگ لاؤ۔ میں گیا تو ہمسایہ نے کہا۔ کہ یہ کھانا تمہارے لئے حلال نہیں۔ میں نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے جبکہ تم خود اس کے کھانے کی تیاری کر رہے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ اے بندۂ خدا سن۔ میرے بیوی بچے تین دن اور تین رات سے بھوکے ہیں۔ ان کے کھلانے کے لئے میرے پاس کچھ نہ تھا آج بازار میں ایک مرا ہوا گدھا دیکھا تو اس کا کچھ حصہ کاٹ کر گھر لے آیا۔ اور سالن بنایا۔ اب تو خود ہی کہہ کہ یہ تیرے لئے حلال کیسے ہو۔ جب میں نے یہ بات سنی تو میرے تن بدن میں اک آگ سی لگ گئی۔ دل نے کہا کہ تیرا حج کیا خاک ہوگا کہ تیرا ہمسایہ بھوک سے مر رہا ہے اور مردار کھانے پر مجبور ہے چنانچہ میں گھر گیا اور وہ تین ہزار درہم لا کر ہمسایہ کو دے دیئے کہ یہ بچوں کے لئے قبول کرو اور کوئی کاروبار کرو۔ یہی میرا حج ہے۔

یہ خدائے مہربان کی خاص عنایت ہے کہ میری خلوص نیت کو دیکھ کر مجھے بغیر حج کئے حج کا ثواب عطا فرمایا۔ یہ کہہ کر اس نے عاجزی اور خدا کے حضور تشکر انداز میں سر کو جھکا لیا۔

پیارے بچو! آپ نے دیکھا کہ ہمسایہ کی مدد کرنے والا شخص خدا کی کتنی بڑی مہربانی اور رحمت کا موجب بنا۔ اس کی نیت کا اخلاص اور ہمسایہ پروری خدائے رحیم کے نزدیک اتنی مقبول ہوئی کہ چھ لاکھ افراد کی بخشش کا باعث بنی۔

ہمیں بھی اپنے ہمسایوں کی اسی طرح خبرگیری اور مدد کرنی چاہئے کیونکہ یہ ہمارے پیارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے۔ جس کے لئے جان تک کی قربانی سے دریغ کرنا مسلمان کی بلند شان کے منافی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے حقوق ہمسائیگی کے لئے اتنی بار تاکید فرمائی کہ میں ڈرنے لگا۔ کہ کہیں ہمسائے کو وراثت میں بھی شریک نہ کر لیا جائے۔

اب ہم کو اس سے اندازہ کر لینا چاہئے کہ خدا اور رسولؐ دونوں کے نزدیک ہمسائے کا خیال کرنا کتنا پسندیدہ اور ثواب کا کام ہے۔

# استاد کا ادب

سلطان محمد مردانی چک ۲۰۲ گ ب ضلع لائلپور

عزیز بچو! آپ اپنے صفحے پر کئی بار علم کی فضیلت پڑھ چکے ہیں اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ علم سب سے بڑی دولت ہے۔ ایسی دولت جس کو چور، ڈاکو بھی نہیں چھین سکتے۔ مگر یاد رکھو کہ علم کے ساتھ ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔ جس علم کے ساتھ عمل نہ ہو اس علم کے بارے میں عقلمند لوگوں کی یہ رائے ہے، وہ سرے سے علم ہی نہیں جس علم پر عمل نہ ہو بلکہ وہ جہالت ہے۔ اور علم بھی وہ حاصل کرنا چاہئے جو حق کی راہ دکھائے۔ جو علم حق کی راہ نہیں دکھاتا وہ بھی جہالت ہے۔

عزیز بچو! آج کے شمارے میں آپ کے لئے استاد کے ادب کے متعلق ایک سبق آموز کہانی لکھتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس کہانی کو پڑھ کر آئندہ اپنے استاد کا ادب و احترام کریں گے۔

پیارے بچو! ہارون الرشید مسلمانوں کا ایک بہت بڑا بادشاہ گذرا ہے اس بادشاہ

(باقی صـ۱۸ پر)

Weekly "KHUDDAMMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)
رجسٹرڈ ایل نمبر
نمبر ۶۰۴۷
چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور
منظور شدہ محکمہ تعلیم لاہور
T. B. C
الائیٹ
پین
اور
انک
Elite
بلند معیار ہی کے سبب مقبول عام ہیں
مجلس ذکر
خطبات جمعہ
ٹیلیفون
صادق
صادق انجینیرنگ ورکس لمیٹڈ
بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور
قرآن عزیز
با تجشیہ جدیدہ
رنگین
دیدہ زیب
عکسی طباعت سے مزیّن
مرتّبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کم وبیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقّہ کے بعد
چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔
ھدیہ
مجلّد قسم اوّل
آفسٹ پیپر
مجلّد قسم دوم
کرنافلی سفید کاغذ
-/۱۲ روپے
مجلّد قسم سوم
مکینیکل گلیز کاغذ
-/۸ روپے
محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے
لکھیں۔
ملفوظات طیبات
از
شیخ التفسیر
حضرت مولانا
احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ
نیا ایڈیشن چھپ کر آگیا ہے۔
ہدیہ رعایتی -/۱ روپے۔ محصولڈاک ایک روپیہ۔ کل تین روپے
بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہوگی۔
ملنے کا پتہ: دفتر انجمن خدام الدین لاہور
فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا